عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ
جنوری 2007ء

جلد ۳۹/۱۰
شمارہ ۱۲

باغباں کی حالت اور ......!

تحریک اتحاد بین المذاہب ... اسلام کے آئینے میں

اقوام کی تباہی کے اسباب

حج اور قربانی کے فضائل اور احکام

قادیانیت کا مکروہ چہرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۱۲ .... جلد ۱۰/۳۹

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ	صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

باغبان کی حالت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	3
قنوت نازلہ پڑھی جائے		4
حضرت امیر مرکزیہ کی صحت اور سفر حج		4

مقالات ومضامین!

حج اور قربانی کے فضائل واحکام	حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب	6
تحریک اتحاد بین المذاہب اسلام کے آئینے میں	حضرت مولانا محمد صدیق صاحب	11
الا اللہ......	حضرت مولانا محب الحق صاحب	21
انسان کے مستقبل کے حالات	جناب سید شمشاد حسین صاحب	28
اقوام کی تباہی کے اسباب	ڈاکٹر لیاقت علی خان صاحب	29
حضرت مولانا ابوبکر کمالوی کا سانحہ ارتحال	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	33

ردقادیانیت!

قادیانیت کا مکروہ چہرہ	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری	35
احتساب قادیانیت کی سترھویں جلد کی اشاعت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	50

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52
قنوت نازلہ	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

باغباں کی حالت!

اس وقت ملک عزیز میں پاکستانی عوام عجیب صورت حال سے ہمکنار ہیں۔ آئی ایم ایف نے پاکستانی کرنسی میں بیس فیصد کمی کی نوید سنائی ہے۔ تجارتی خسارہ اربوں کی حدود سے متجاوز ہو رہا ہے۔ کرنسی کی قیمت میں کمی سے ہمارے ذمہ واجب الاداء قرض چھلانگ لگا کر پہاڑ پر چڑھ جائے گا۔ جتنے ارب ڈالر آج تک قرضے میں ادا کر چکے ہیں کرنسی کی قیمت کم ہوتے ہی قرضوں کی ادائیگی سے پہلے جتنے کے مقروض تھے اتنے مقروض پھر رہ جائیں گے۔ صدر مملکت کا خوشحال وترقیاتی ایجنڈا، کاسہ گدائی توڑنے کی خوشخبریاں سب زمین بوس ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ لیکن صدر مملکت ہیں کہ نت نئے ڈائیلاگ سے اپنے ہم وطنوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے سرپٹ دوڑے جا رہے ہیں۔ پچھلے چند دنوں میں آپ نے موقعہ بموقعہ جو ارشادات فرمائے ان پر نظر ڈالیں تو لگتا ہے کہ انہوں نے صدارت ووردی کے تمام تقاضوں کو طاق نسیان میں ڈھانپ کر رکھ دیا ہے۔ اب صدارت ووردی والے صاحب نہیں بول رہے بلکہ ان مناصب میں چھپا ہوا ان کا حقیقی روپ بول رہا ہے۔ دہلی کی نہر والی حویلی میں پروان چڑھنے والا صاحب بہادر اسلام آباد کے اقتدار کی نشہ والی زبان میں بات کرتا ہے تو کیا رنگ بھرتا ہے:

١...... پاکستان کے ایک صوبہ میں جاہل ملاؤں کی حکومت ہے۔

٢...... بلوچستان میں حکومتی رٹ کی مخالفت کرنے والوں کو ختم کر دیں گے۔

٣...... بلوچستان نہیں تو پاکستان نہیں۔

٤...... بلوچستان میں جو ہمارے ناک رگڑنا چاہے گا ہم اس کے ناک رگڑ دیں گے۔

٥...... الیکشن وردی کے زیر سایہ ہوگا۔

٦...... ٢٠٠٧ء کے بعد بھی وردی میں رہوں گا۔

٧...... ٢٠١٦ء تک تمام ڈیم خود مکمل کراؤں گا۔

٨...... موجودہ تحفظ حقوق نسواں بل کے مخالفین احمقوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔

٩...... کیا ہم پاگل ہیں کہ اسلام کے خلاف قانون منظور کرائیں۔

١٠...... آئندہ الیکشن میں خواتین میرے حامیوں کو ووٹ دے کر مجھے مضبوط بنائیں۔

١١...... رات کو جب سونے کے لئے بستر پر جاتا ہوں تو کبھی سوچتا ہوں کہ مستقبل کیا ہوگا۔

١٢...... میرے خاندان والے سوچتے ہیں کہ صدارت سے ہٹنے کے بعد سابق صدر کو پھانسی یا جیل ملتی ہے

ان تمام بیانات کو اہالیان پاکستان کیا نام دیں اور کیا تجزیہ کریں کہ ہمارے ملک کی صدارت و وردی میں ملبوس انسان اس وقت کس اندرونی کیفیت سے دوچار ہے؟۔ تمام تر اختیارات اپنی ذات میں سمیٹنے کے باوجود بھی اگر انسان کی اندرونی کیفیت یہ ہو تو یہ دلیل ہے اس امر کی کہ حقیقی سکون اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت میں رکھا ہے۔ اے کاش! ہم سب کو یہ سوچ نصیب ہو جائے۔

قنوت نازلہ پڑھی جائے

مجلس تحفظ حدود اللہ پاکستان میں شامل دینی قیادت نے اپنے کراچی کے اجلاس ۱۰؍دسمبر ۲۰۰۶ کے اعلامیہ میں اسلامیان وطن سے اپیل کی ہے کہ وہ قنوت نازلہ کا فوری اہتمام کریں۔ (روزنامہ جنگ ملتان ۱۱؍دسمبر)

قنوت نازلہ ایک مسنون شرعی امر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کی پریشانیوں سے نجات اور مشکلات سے خلاصی کے وقت رب کریم کے حضور دعاؤں سے مدد چاہی ہے۔ جب قرآنی احکامات کے متصادم قوانین کو عین اسلام قرار دیا جارہا ہو، بکری کے نام پر خنزیر کا گوشت اور زمزم کی بوتل میں شراب کو سپلائی کیا جارہا ہو۔ اس پر صدائے احتجاج بلند کرنے والوں کو جاہل، ترقی کے دشمن قرار دے کر ذلیل کیا جارہا ہو۔ ان حالات میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ ہم اپنے مالک و مولیٰ سے اپنے دکھڑے عاجزی والحاح سے عرض کرکے اس کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔

اللہ رب العزت بہت ہی جزائے خیر دیں مجلس تحفظ حدود اللہ کو کہ انہوں نے بروقت ایک شرعی امر کی طرف اسلامیان وطن کو متوجہ کیا۔ ملک بھر کے آئمہ مساجد سے استدعا ہے کہ وہ اس کا فجر کی نماز میں اہتمام کرکے ایک شرعی امر کو پورا کریں۔ یہ عمل ایک سنت کا احیاء ہے۔ اس کی برکات کو اپنے دامن میں سمیٹنا باعث حصول اجر وثواب ہے۔ لولاک کے اگلے صفحہ پر مکمل دعا شائع کی جارہی ہے۔

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی صحت اور سفر حج

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صحت مبارک اب بہت بہتر ہے۔ رمضان المبارک میں روزے رکھنے کے باعث جو کمزوری ہوگئی تھی وہ بحمدہ تعالیٰ بحال ہوگئی ہے۔ البتہ چلنے پھرنے میں دقت ہوتی ہے۔ اس کے لئے وہیل چیئر استعمال میں لائی جارہی ہے۔ نماز باجماعت کا بھی گھر پر اہتمام کیا جاتا ہے۔ تاہم خانقاہ شریف میں صبح وشام دو وقت گھنٹہ بھر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ تاکہ دور دراز سے آنے والے حضرات استفادہ سے محروم نہ رہیں۔ حضرت قبلہ کا پاکستان بننے کے بعد پہلا سفر حج ہوا۔ معمولی وقفہ کے بعد پھر حج کا سال بہ سال ایسا سلسلہ شروع ہوا جو گزشتہ سال تک جاری رہا۔ حضرت قبلہ نے پہلا فرض حج اپنی طرف سے ادا کیا۔ والدین کریمین کی طرف سے بھی حج بدل کیا۔ آنحضرت ﷺ سے لے کر اپنے شیخ حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنے شجرہ سلسلہ کے تمام بزرگوں کی طرف سے ایک ایک شخصیت کا حج بدل فرماتے رہے۔ شجرہ کے حساب سے آنحضرت ﷺ سے لے کر حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک چھتیس سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں۔ والدین کریمین اور

حضرت قبلہ کا اپنا فرض حج شمار کریں تو انالیس حج بنتے ہیں جو کہ حضرت قبلہ نے کئے۔ بہت عرصہ کے بعد پہلا موقعہ ہے کہ حضرت قبلہ حج پر تشریف نہیں لے جارہے۔ تمام جماعتی رفقاء اور حضرت قبلہ کے متعلقین سے درخواست ہے کہ وہ حضرت قبلہ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت تادیر جماعت، خانقاہ اور اولاد پر حضرت قبلہ دامت برکاتہم کا سایہ سلامت رکھیں۔ آمین!

حضرت اقدس قبلہ سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

خانقاہ رائے پوری آبرو خانوادہ سید احمد شہیدؒ کے حدی خواں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے محسن ومخدوم ونائب امیر حضرت قبلہ پیر طریقت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی صحت مبارک بحمدہ تعالیٰ بہت ہی ٹھیک ہے۔ البتہ عمر کے تقاضہ کے مطابق بڑھاپے کی کمزوری کے باعث سفر مکمل طور پر بند ہیں۔ اپنی قائم کردہ خانقاہ عالیہ سید احمد شہیدؒ پل سکیاں جانے کا معمول جاری ہے۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے حالات وواقعات پر مشتمل کتاب ''وقائع احمدی'' جو پانچ جلدوں پر مشتمل اور سینکڑوں صفحات پر محیط ہے۔ آج کل اس کی اشاعت کے لئے حضرت قبلہ دامت برکاتہم متوجہ ہیں۔ حضرت قبلہ کے ذریعہ حق تعالیٰ شانہ نے علم وتاریخ کے کئی مستور خزانوں کو ظاہر فرمایا۔ قارئین لولاک وجماعتی رفقاء اور حضرت قبلہ شاہ صاحب دامت برکاتہم کے متوسلین سے استدعا ہے کہ وہ حضرت دامت برکاتہم کے جاری شدہ تمام امور کی تکمیل اور حضرت قبلہ کی صحت وسلامتی کے ساتھ تادیر ان کے سایہ سلامتی کی دعاؤں سے ممنون فرمائیں۔ آمین!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

اور حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کی حج پر روانگی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے محسن اور جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، کراچی مجلس کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری، کراچی مجلس کے رہنمایان مولانا اعجاز احمد لودھروی، مولانا فخر الزمان تونسوی، حیدرآباد مجلس کے مبلغ حضرت مولانا محمد نذر عثمانی، کنری کے مبلغ حضرت مولانا خان محمد کندھانی امسال حج پر تشریف لے گئے ہیں۔ قارئین سے دعاؤں کی استدعا ہے۔

قارئین کرام کو ادارہ لولاک کی طرف سے دلی

عید الاضحیٰ مبارک

قبول ہو۔

حج اور قربانی کے فضائل واحکام!

حضرت مولانا سلیم اللہ خان

حج اسلام کا پانچواں اور اسلامی عبادات کا چوتھا رکن ہے۔ ’’حج‘‘ لفظی معنی ’’قصد وارادہ‘‘ کے ہیں۔ اسلام میں یہ لفظ خانہ کعبہ کے قصد وارادہ کے لئے استعمال ہوا ہے تاکہ وہاں جاکر بیت اللہ کا طواف اور مکہ معظمہ کے مختلف مقدس مقامات پر حاضر ہوکر کچھ آداب واعمال عبادت اور بندگی الٰہی کے طور پر بجالائے جائیں۔

’’قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین۰ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین فیہ اٰیت بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی العالمین (آل عمران:۹۷)‘‘

﴿کہہ دیجئے کہ خدا نے سچ فرمایا۔ پس شرک سے منہ موڑ کر ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کرو اور ابراہیم علیہ السلام مشرکوں میں سے نہ تھے۔ بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ مبارک اور اہل عالم کے لئے راہ نما، اس میں کچھ کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو شخص اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہے اور خدا کے لئے لوگوں پر اس گھر کا قصد کرنا فرض ہے۔ جو شخص اس گھر کی طرف سفر کی طاقت رکھتا ہو اور جو اس قدرت کے باوجود اس سے باز رہے تو خدا دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔﴾

ان آیات میں ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور بیت اللہ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خصوصی تعلق بتایا گیا ہے۔ اس کے بعد حج کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے۔ چونکہ ملت ابراہیمی کے بقایا میں حج ہی ایک ایسی عبادت تھی۔ جس کے تمام اصول وارکان اسلام سے پہلے بھی اہل عرب کے یہاں بطور شعار کے رائج تھے۔ صرف ان کا محل اور طریقہ استعمال بدل گیا تھا یا ان میں بعض مشرکانہ رسمیں داخل ہوگئی تھیں۔ اسلام نے ان کی اصلاح کر کے بیک مرتبہ ہی حج کے فرض ہونے کا اعلان کردیا۔ اس کے برعکس دوسری عبادات یا تو اہل عرب میں وہ موجود ہی نہ تھیں اور یا پھر ان کی خصوصیات اور تفصیلات اسلام نے خود متعین کی ہیں اور ان کے لئے تدریجی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔

مثلاً نماز سے اہل عرب عام طور پر آشنا نہ تھے۔ تقریباً یہی حال زکوٰۃ کا ہے۔ چنانچہ نماز اور زکوٰۃ کی وہ آخری شکل جس پر محمد رسول اللہ ﷺ امت کو قائم فرما کر گئے ہیں۔ شروع سے متعین نہیں کی گئی۔ بلکہ تدریجی طور پر اس کو لایا گیا۔ شروع شروع میں قیود کم تھیں اور آسانیاں زیادہ۔ نماز کی رکعتیں پہلے کم تھیں بعد میں اضافہ ہوا۔ ایسے ہی ابتداء میں نماز کی حالت میں سلام وکلام کی اجازت تھی۔ بعد میں اس کو ممنوع قرار دیا گیا۔ زکوٰۃ پہلے صرف صدقہ وخیرات کی شکل میں جاری ہوئی۔ نصاب اور دوسری تفصیلات کا تعین بعد میں ہوا۔ روزہ ان کے یہاں غیر مانوس نہ تھا۔ لیکن اسلام نے اس کے لئے بھی تدریجی انداز اختیار کیا۔ پہلے عاشورہ اور ایام بیض (ہر قمری مہینہ کی تیرھویں تاریخ) کے روزے ضروری قرار دیئے

گئے۔ پھر آگے چل کر رمضان کے روزوں کی فرضیت کا اعلان ہوا۔ نماز اور زکوٰۃ کے اندر خدائے برتر کی حکومت اور سلطنت کا سکہ دل پر قائم ہوتا ہے اور بندہ معبود برحق کی بارگاہ میں جسم و جان اور مال وزر کے مختلف عنوانات سے بندگی و نیاز کے تحفے پیش کرتا ہے۔

روزہ وحج میں سرتاپا جمال و محبوبیت کی شان نظر آتی ہے۔ روزے کو لیجئے، محبت کا پہلا اثر کم خفتن (کم سونا) خوردن (کم کھانا) کم گفتن (کم بولنا) ہوتا ہے۔ روزہ دار دن بھر ان لذتوں سے کنارہ کش رہتا ہے۔ راتوں کو اٹھ کر اپنی نیند خراب کرتا ہے اور اس طرح وہ عشق و محبت کی ادائیں اختیار کرتا ہے۔

پھر رمضان کے بعد ایک مہینے کی اس مشق کے بعد اس کی سرمستی زور پکڑتی ہے۔ تو اس کو اب کوئے یار کی دھن لگ جاتی ہے اور سچا عاشق زیب وزینت کے تمام طریقوں کو خیر باد کہہ کر احرام باندھتا ہے اور کفن بردوش، شکستہ حال، پراگندہ بال، دیوانوں کی طرح ”لبیک لبیک“ کی صدائیں لگاتا ہوا دیار محبوب کا ذکر کرتا ہے۔ پھر منزل مقصود پر پہنچ کر اس گھر کے سامنے حاضری دیتا ہے۔ جس کا کوئی مکین نہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے حسن و جمال کی کرنیں اس کے ایک ایک پتھر سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں اور عشاق کے دلوں کو مسحور کئے دیتی ہیں۔ ایسے دل فریب اور دل کش موقع پر یہ عاشق زار پھر وہی کچھ کرنے لگتا ہے۔ جو مکتب عشق کا پرانا دستور ہے۔ یکبارگی دیوانہ وار اس گھر کا طواف شروع کر دیتا ہے۔ اس کے بعد منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے لق ودق میدانوں کی صحراء نوردی بھی اس عشق و محبت کو تیز سے تیز تر کرتی ہے۔

اس طرح اسلامی عبادات کے ذریعے انسانی فطرت کو اطاعت و محبت الٰہی کا خوگر بنایا گیا ہے تاکہ اگر اطاعت اپنی جگہ کامل ہو تو محبت بھی اپنی جگہ خالص ہو۔ چونکہ جس طرح وہ محبت قابل اعتبار نہیں جس میں سرمو بھی خلاف کی گنجائش باقی ہو۔ اسی طرح وہ اطاعت بھی قابل قبول نہیں جس میں روحانیت نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ خصوصاً عرفہ کے روزے اور عرفہ کے بعد والی رات کی عبادت کی بڑی فضیلت ہے۔ عرفہ کے روزے سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور عید کی رات میں عبادت کرنے والے کا دل قیامت میں دہشت سے مردہ نہیں ہوگا۔

مستحب یہ ہے کہ چاند دیکھ کر قربانی کرنے تک قربانی کرنے والا شخص بال اور ناخن نہ کٹوائے اور نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک متوسط بلند آواز میں ہر فرض نماز کے بعد خواہ مقتدی ہو یا امام یا منفرد ”اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد“ سب کے لئے پڑھنا واجب ہے۔ البتہ عورتیں آہستہ پڑھیں۔ عید کے دن صبح اٹھنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، نئے یا پاک وصاف عمدہ کپڑے (جو اپنے پاس ہوں اور شرعی وضع کے خلاف نہ ہوں) پہننا، خوشبو لگانا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، اور عید کی نماز کے لئے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر مذکور پڑھنا مسنون ہے۔

نماز عید کی ترکیب

دل میں نماز عید کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہیں۔ پھر ثناء پڑھیں۔ اس کے بعد امام کے ساتھ تین تکبیریں کہیں۔ پہلی دو تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں۔ تیسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ لے جا کر باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہیں اور تینوں میں ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی تکبیر تک کہتے ہوئے رکوع میں جائیں۔ نماز کے بعد خاموشی سے خطبہ سنیں اور راستہ بدل کر گھر واپس آجائیں۔

قربانی کی اہمیت

رسالت مآب حضرت محمد ﷺ نے ہجرت کے بعد ہمیشہ مدینہ طیبہ میں قربانی فرمائی ہے۔ قرآن کریم کی آیات ''فصل لربك وانحر ''میں اور''ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ''میں قربانی کا ذکر موجود ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مال دار آدمی قربانی نہ کرے۔ وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ اس ارشاد میں ناراضگی کا اظہار ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایسے آدمی کو نماز عید نہیں پڑھنی چاہئے۔ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور قربانی کے خون کا قطرہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما لیتے ہیں اور قربانی کرنے والے کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

قربانی کا مقصد

قربانی ایک عظیم عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا گوشت اور خون پہنچانا مقصد نہیں۔ بلکہ مقصود اصلی یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ اخلاص و محبت کے ساتھ حکم ربی کی بجائے آوری کی جائے۔ اگر عبادات اخلاص و محبت سے خالی ہوں تو صرف صورت اور ڈھانچہ باقی رہ جاتا ہے۔ اصل روح غائب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہوتی ہے۔ جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ (۶۱۳ گرام) چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجب اصلیہ سے زائد موجود ہو خواہ یہ مال سونا، چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا رہائشی مکان سے زائد کوئی مکان ہو قربانی کے لئے اس مال پر سال بھر کا گذرنا بھی شرط نہیں ہے۔ بچے، مجنون اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔ قربانی مرحومین کی طرف سے بھی کی جاسکتی ہے۔ استطاعت ہو تو بہتر ہے کہ اپنے مرحوم والدین یا دیگر بزرگوں جیسے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے قربانی کریں۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ لیکن اس صورت میں اپنی طرف سے قربانی کرنا ساقط نہیں ہوگا۔ چنانچہ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے۔ ان کو اپنی طرف سے بھی قربانی کرنا ہوگی۔

چند اہم مسائل کا بیان

۱...... جس شخص پر قربانی واجب نہیں تھی۔ اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔ لیکن اگر یہی جانور گم ہوجائے تو دوبارہ اس پر جانور خرید کر قربانی کرنا واجب نہیں۔

۲...... قربانی کے صرف تین دن ہیں 10، 11 اور 12 ذوالحجہ۔ دسویں ذوالحجہ کو نماز عید کے بعد بارھویں ذوالحجہ کو نماز عصر تک کسی بھی وقت قربانی کر سکتے ہیں۔ چاہے دن ہو یا رات لیکن دن میں کرنا افضل ہے۔

۳...... قربانی اگر کسی عذر سے رہ گئی تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے دنوں میں قیمت صدقہ کرنے سے قربانی نہیں ہوگی۔

قربانی کے جانور

بکرا، دنبہ اور بھیڑ میں صرف ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے۔ لیکن گائے، بھینس اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ قربانی میں ثواب کی نیت شرط ہے۔

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا درمیان میں سے سینگ ٹوٹ گیا ہو اس جانور کی قربانی کرنا درست ہے۔ لیکن اگر سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور اس کا اثر دماغ تک پہنچا ہو تو اس صورت میں ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔ (شامی)

خصی جانور کی قربانی کا حکم

خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ پسندیدہ ہے۔ خود آنحضرت ﷺ سے اس کی قربانی ثابت ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ: ’’رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دو مینڈھے سینگوں والے چتکبرے، خصی ذبح فرمائے۔‘‘ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: ’’جب رسول اللہ ﷺ قربانی کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ مینڈھے موٹے تازے، سینگوں والے چتکبرے، خصی خریدتے تھے۔‘‘ (اعلاء السنن ج۱۷ص۲۵۵، ابن ماجہ ص۲۳۲)

بکرا، بکری کا قربانی کے وقت ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو سال بھر سے کم بھی درست ہے اور گائے، بیل، بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ قربانی جائز نہیں ہوگی۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

اگر جانور، اندھا، کانا یا لنگڑا ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسے مریض اور لاغر جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔ جو قربانی کی جگہ اپنے پیروں پر نہ جاسکے۔ اسی طرح ایسا جانور جس کی تہائی سے زیادہ دم یا کان کٹا ہوا ہو تا اس کی بھی قربانی جائز نہیں ہے۔ اس طرح جس جانور کے دانت پیدائشی نہ ہوں یا اکثر ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی بھی قربانی جائز نہیں ہے۔ اس طرح اگر پیدائشی طور پر کان بالکل نہیں ہیں تو بھی قربانی جائز نہیں ہے۔ اگر جانور صحیح خریدا تھا اور پھر اس

میں کوئی عیب آ گیا تو اگر خریدنے والا صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اس عیب دار جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔ لیکن خریدنے والا اگر صاحب نصاب ہے تو پھر دوسرا جانور اس کے بدلے خریدنا لازم ہے۔ قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا یا ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے زندہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہئے۔ مالدار شخص کا قربانی کا جانور اگر گم ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرا خریدنا لازم ہے۔

بڑے جانور کی قربانی میں شریک ہونے کے شرائط

بیل، بھینس اور اونٹ میں سات آدمی مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں:

۱......تمام شرکاء مسلمان ہوں۔ ۲......زیادہ سے زیادہ سات حصے دار ہوں۔ ۳......سب کی آمدنی حلال ہو۔

۴......ثواب حاصل کرنے کی نیت سے شریک ہوں۔ اگرچہ ان کی قربانی کی جہت مختلف ہو۔ مثلاً واجب قربانی، عقیقہ اور نفلی قربانی، بالفرض اگر کوئی شخص محض گوشت حاصل کرنے کی نیت سے شریک ہوگا تو سب کی قربانی درست نہیں ہوگی۔

گوشت کی تقسیم

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ قربانی کا گوشت خود کھانا یا فریج میں اسٹاک کرنا جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ قربانی والے گوشت کے تین حصے کر دیئے جائیں۔ ایک اپنے لئے دوسرا حصہ رشتہ داروں اور احباب کے لئے اور تیسرا حصہ صدقہ کر دیں۔ قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ذبح کرنے والے قصائی کی اجرت میں گوشت یا کھال دینا بھی جائز نہیں۔ اجرت علیحدہ دی جائے۔

قربانی کی دعاء

جب جانور کو ذبح کے لئے قبلہ رو لٹائیں تو یہ مسنون دعا پڑھیں: ’’انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین، ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ‘‘پھر’’بسم اللہ اللہ اکبر ‘‘کہہ کر ذبح کریں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیں’’اللھم تقبل منی کما تقبلت من حبیبک وخلیلک ابراھیم علیہ السلام ‘‘اور اگر قربانی دوسرے کی طرف سے ہو تو پھر مذکورہ دعاء میں منی کی جگہ کہہ کر ان کا نام لیں۔

کھال کے احکام

قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ لیکن فروخت کر کے قیمت کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اس طرح مؤذن یا امام کو حق الخدمت کی صورت میں کھال دینا جائز نہیں ہے۔ مدارس اسلامیہ کے غریب طلبہ ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں۔ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہوتا ہے اور احیائے دین کی خدمت میں بھی شرکت ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مدرسین اور ملازمین کی تنخواہ میں اس کا خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

قسط اوّل

تحریک اتحاد بین المذاہب...... اسلام کے آئینے میں!

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب

اس موضوع پر کلام کرنے سے پہلے ''دین اسلام'' کی چند خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔ جو کسی اور مذہب میں نہیں۔

۱...... اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے

الف...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ان الدین عند اللّٰہ الاسلام (آل عمران:۱۹، پارہ:۳)'' ﴿بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مذہب اسلام ہے۔﴾

ب...... لہٰذا جو اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے گا تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران:۸۵، پارہ:۳)'' ﴿اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔﴾

ج...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳، پارہ:۶)'' ﴿آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر مکمل کردیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور مذہب پسند کیا ہے۔﴾

۲...... اسلام قدیم مذہب ہے

اسلام قدیم مذہب ہے، سب انبیاء کرام علیہم السلام کا دین اسلام ہی تھا۔

۱...... سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: ''ماکان ابراھیم یھو دیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلماً (آل عمران:۶۷، پارہ:۲)'' ﴿ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، بلکہ اللہ کی طرف مائل ہونے والے مسلمان تھے۔﴾

۲...... حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی تھی: ''ولا تموتن الا وانتم مسلمون (آل عمران:۱۰۲، پارہ:۴)'' ﴿اور بجز اسلام کے کسی اور چیز پر جان مت دینا۔﴾

۳...... حضرت یوسف علیہ السلام دعا فرماتے تھے: ''توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (یوسف:۱۰۱، پارہ:۱۳)'' ﴿(اے اللہ!) مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے اور صالحین کے ساتھ ملا۔﴾

۴...... حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو لکھا: ''ان لا تعلوا علی وأتونی مسلمین (النمل:۳۱، پارہ:۱۹)'' ﴿زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے فرمانبردار ہوکر۔﴾

۵...... اور بلقیس نے کہا:''رب انی ظلمت نفسی و اسلمت مع سلیمٰن للّٰہ (النمل:٤٤، پارہ:١٩)'' ﴿اے رب میں نے برا کیا ہے اپنی جان کا اور میں فرمانبردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے سامنے۔﴾

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:''الانبیاء اولاد علات (الحدیث، مسلم ص٢٦٤ ج٢)'' ﴿تمام انبیاء کرام بنوالعلات ہیں۔﴾ یعنی سب انبیاء کا مذہب ایک ہے۔ شریعت ہر ایک کی جدا جدا ہے۔

۳...... اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ:٣، پارہ:٦)'' ﴿میں نے آج تمہارے لئے تمام دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا۔﴾

چونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اب کوئی اور نبی شریعت لے کر نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ضابطہ کو مکمل کر دیا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے متبعین نے چونکہ اپنے نبیوں کے دین کو چھوڑ دیا۔ اس لئے ان کے مذاہب کو اسلام سے تعبیر نہیں فرمایا۔ جبکہ حضور ﷺ کا دین مکمل محفوظ اور قیامت تک کے لئے لائحہ عمل ہے۔ اس لئے اس دین کا نام اسلام رکھا گیا اور اس کے ماننے والوں کو مسلمان کہا گیا۔ فرمایا:''ھو سمکم المسلمین (الحج:٧٨، پارہ:١٧)'' ﴿اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان۔﴾ لہٰذا اب اسلام کا نام امتیازی طور پر صرف اسی دین پر بولا جائے گا۔ جو قرآنی حکم اور حضور ﷺ کے بتلائے ہوئے عقائد، احکام، معاملات، اخلاق اور معاشرت کے مطابق ہوگا۔ اسی اسلام کی پیروکار جماعت کو امت مسلمہ کا لقب دیا جائے گا۔ دوسرے کسی مذہب پر اسلام کے لفظ کا اطلاق ممنوع ہوگا۔

گویا کہ اسلام تمام مذاہب سے الگ ایک امتیازی مذہب ہے۔ جس میں جملہ انسانی ترقی کے لئے مکمل تعلیمات موجود ہیں۔ اسلام دنیا کو ایک ایسا نظام دیتا ہے جو دین و دنیا دونوں کی ترقی کا ضامن ہے۔

اسلامی نظام کی تعریف

''النظام الصالح لأداء حقوق الخالق والمخلوق'' ﴿اسلام ایک ایسا نظام ہے جو خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔﴾ دوسرا کوئی مذہب ایسا جامع نظام پیش نہیں کر سکتا۔

۴...... اسلامی نظام رحمت ہے

۱...... اسلامی نظام کو دستور بنانے والے خود خدائے پاک ہیں۔ جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہی اس کے رب ہیں۔ رب العالمین اس کی شان الرحمن اور الرحیم ہے۔ ہر کام سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کو مسنون قرار دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کا ہی ذکر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کا فیصلہ فرمایا اسے لوح محفوظ میں لکھا اور جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے۔ ان رحمتی غلبت غضبی وفی روایۃ سبقت غضبی (بخاری شریف ص۴۵۳ ج۱)''میری رحمت میرے غضب پر بھی غالب ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ میرے غضب سے بڑھ گئی، اور قرآن پاک میں ہے:''ورحمتی وسعت کل شئی

(الاعراف:۱۵۶، پارہ:۹) ''اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔''

ایک دفعہ ایک لشکر میں سے ایک بچہ ماں سے جدا ہوگیا تو ماں پریشان حال تھی۔ جب اس کو بچہ مل گیا تو اس نے فوراً اسے اپنی چھاتی سے لگالیا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ یہ منظر دیکھ رہے تھے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ ماں اپنے بیٹے کو جہنم میں پھینک سکتی ہے؟۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ نہیں پھینک سکتی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اللہ اس سے بھی زیادہ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے۔'' (مسلم شریف ص۳۵۶ ج۲)

۲..... حضور ﷺ کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (الانبیاء:۱۰۷، پارہ:۱۷) ''ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اسلام حضور ﷺ کو دے کر بھیجا ہے۔ وہ سب جہان والوں کے لئے رحمت ہے۔

۳..... حضور ﷺ بھی رحم کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (الحدیث، ترمذی ص۱۴ ج۲) ''رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ بھی رحم کرتے ہیں۔ تم اہل ارض پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

نیز فرمایا: ''عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منامن لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا (ترمذی شریف ص۱۴ ج۲) ''جس نے چھوٹوں پر رحمت نہ کی اور بڑوں کا ادب نہ کیا تو وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔ الغرض حضور ﷺ نے بھی رحم کے متعلق بہت تاکیدو ہدایات فرمائی ہیں۔

الحاصل: جو اسلام نازل کرنے والا ارحم الراحمین ہو اور جس پر نازل کیا گیا ہو وہ رحمة للعالمین ہو تو وہ اسلام سراپا رحمت ہی رحمت ہوگا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ اسلام نظام رحمت ہے۔

سوال: البتہ کفار کی طرف سے اس نظام رحمت ہونے پر اعتراض ہے کہ اس نظام میں جہاد، حدود و قصاص بھی ہیں۔ جو کہ خلاف رحمت ہیں؟۔

جواب: نعوذ باللہ اس کو ظالمانہ سزائیں قرار دیتے ہیں۔ اس کے متعلق وضاحت کی جاتی ہے کہ سارے احکام رحمت، سراپا رحمت اور رحمت کا باعث ہیں۔

جہاد: یہ دراصل دکھی انسانیت پر رحمت کرنے کے لئے ہے۔ جہاد کی حقیقت جاننے سے پہلے اسلام اور کفر کی حیثیت متعین ہونی چاہئے۔

الف..... جب یہ معلوم ہو چکا کہ اسلام کا ابدی نظام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ نظام ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا دستور ''اسلام'' تھا اور مخلوق خدا پر حاکیت کا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ گویا انسانی ترقی وفلاح کے لئے انسانوں پر نظام اسلام نافذ

ہونا چاہئے۔ جو اس کو نہیں مانتا اس کو اصطلاح میں ’’کافر‘‘ کہا جاتا ہے تو اسلام سے بغاوت کا نام ’’کفر‘‘ ہے۔

تمام اقوام اپنے خود ساختہ قوانین کو یہ حق دیتی ہیں کہ قانون کے باغی کو کچل دیا جائے اور اسے قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کر دیا جائے۔ بالکل اسی طرح اسلامی قانون بھی اپنے باغیوں کو کچلنے کا حق رکھتا ہے اور اسی کا نام ’’جہاد‘‘ ہے۔

ب...... تمام انسانیت ایک جسم کی مانند ہے۔ جس کسی تندرست انسان کو پھوڑا نکل آئے تو اولاً ڈاکٹر صاحبان اسے دبانے کے لئے علاج کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ متعدی ہو کر دوسرے جوڑ کو نقصان پہنچانے لگ جائے تو ڈاکٹر حضرات باقی جسم کی سلامتی کے لئے اس جوڑ کو کاٹ دیتے ہیں۔ جس کو اس زندہ انسان کے لئے رحمت سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی اسلامی معاشرہ انسانوں میں صحت مند معاشرہ ہے۔ اگر اس میں کفر کا پھوڑا نکل پڑے تو اولاً اس کو دبایا جاتا ہے اور اگر وہ طاقت پکڑ لے تو پھر اسے ’’جہاد‘‘ کے ذریعہ کاٹ دیتے ہیں تاکہ باقی انسانی معاشرہ صحت مند رہ سکے۔

ج...... اسلامی معاشرہ اسلامی نظام کے ذریعے ایک پرامن معاشرہ ہے۔ جب کفر اس کے امن کو تباہ کرنے لگے تو جہاد کے ذریعہ بدامنی پھیلانے والے کفر کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ انسانیت پرامن زندگی بسر کر سکے۔

د...... دنیا کا مشاہدہ ہے کہ اسلام نے غلبہ پا کر ساری دنیا کو ’’عدل‘‘ سے بھر دیا۔ ’’اسلامی عدل‘‘ باقی رکھنے کے لئے کفر کے ظلم کو جہاد کے ذریعہ ختم کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان کا ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ ایک اقلیت ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کر گئی۔ اس کے سوا کچھ نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں نے اسلامی عدل کو قائم رکھا ہے۔ ایسے ہی دنیا مشاہدہ کر رہی ہے کہ جب سے دنیا پر کفر نے غلبہ پایا ہے۔ اس وقت سے کل دنیا ظلم و ستم کا شکار ہے۔ کفر نے سرمایہ دارانہ نظام قائم کیا۔ جس سے مزدور پس کر رہ گیا۔ اس کے مقابلہ میں ’’سوشلزم‘‘ نے مزدور کی مظلومیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو ذاتی ملکیت اور ذاتی آزادی سے محروم کر دیا۔ اس وقت دنیا سرمایہ داری اور سوشلزم ’’کفریہ نظام‘‘ میں جکڑی ہوئی ہے اور چیختی ہے۔ لیکن کوئی چیخ سننے والا نہیں۔ مسلمان اسلام کو چھوڑ کر عیش پرست ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ مسلمان نہیں رہے۔ جو مظلوموں کی دادرسی کریں۔ بلکہ وہ خود کفر کے ظلم کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

جہاد اور جبر

جہاد، جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ اسلامی جہاد بغاوت ’’فرو‘‘ کرنے کے لئے معاشرہ کو پرامن بنانے کے لئے دنیا کو عدل سے بھرنے اور ظلم کو ختم کرنے کے لئے ہے تو معلوم ہوا کہ جہاد کی اجازت صرف اس حد تک ہے کہ کفر کی بغاوت ختم ہو جائے۔ کفر کا ظلم مٹ جائے۔ کفر پرامن معاشرہ قائم رکھنے میں رکاوٹ نہ رہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ’’امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمد رسول اللّٰہ (بخاری شریف ص۸ ج۱)‘‘ ’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں۔ یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔‘‘ یا وہ عہد کر لیں کہ ہم اسلامی نظام میں کسی قسم کی

رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ بلکہ معاہد ہو کر رہیں گے تو فرمایا: اگر وہ یہ عہد دے دیں تو ان کے مال، جان، عزت وآبرو کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ ہوگی اور اس کے لئے جو کچھ جزیہ (ٹیکس) وصول کیا جائے گا وہ ان کی اس حفاظت کا عوض ہوگا نہ کہ اسلام کا عوض ہوگا۔

حضور ﷺ نے خصوصیت سے فرمایا: ''اموالھم کاموالنا ودمائھم کدمائنا واعراضھم کاعراضنا'' کہ ان کے مال، خون اور عزتیں ہمارے مال اور خون اور عزتوں کی طرح (محفوظ) ہوجائیں گی۔

اسلام میں جبر واکراہ نہیں۔ یعنی جبراً کسی کو مسلمان نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن میں ہے: ''لا اکراہ فی الدین (بقرہ:۲۵۶، پارہ:۳)'' ﴿دین میں داخل کرنے کے لئے جبر نہیں کیا جاسکتا۔﴾ بلکہ اسلام کی رو سے مسلمان وہی ہوگا جو اپنی رضا اور خوشی سے کلمہ پڑھے۔ جو لالچ کی وجہ سے یا کسی خوف وڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھے گا نہ مسلمان ہوگا اور نہ ہی اسے مسلمان کہا جائے گا۔ اسلام کی اصطلاح میں اسے ''منافق'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ''اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے'' بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے کسی نے کہا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا: شمشیر چلانے والوں پر کس نے تلوار چلائی۔ وہ تو برضا ورغبت مسلمان ہوئے۔ ایمان نام ہے۔ تصدیق قلبی کا کہ دل سے تسلیم کرے اور تصدیق کرے اور قلب کو جبر اور اکراہ سے مطمئن نہیں کیا جاسکتا۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تیرہ سال تک مسلسل کفار مکہ کا ظلم برداشت کرتے رہے۔ جان، مال، بچے سب کچھ چھوڑ کر ہجرت فرمائی۔ کیا انہوں نے یہ جبراً کیا ہے؟۔ بلکہ تصدیق عشقی کی وجہ سے سب کچھ قربان کیا تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے؟۔

حضور ﷺ نے جب دعوت اسلام شروع فرمائی تو اکیلے تھے۔ آپ کے پاس نہ حکومت تھی، نہ تلوار تھی اور نہ برادری کا رعب تھا۔ بلکہ آپ ﷺ کا خاندان بھی آپ ﷺ کا دشمن بن گیا اور طرح طرح کے مصائب جھیلے اور دعوت پر استقامت فرمائی۔ سب مظالم کے باوجود اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ چنانچہ مکی زندگی میں ۷ مرد اور ۱۳ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت جعفر طیارؓ کے وعظ سے والئی حبشہ مسلمان ہوا۔ مدینہ منورہ کے کچھ آدمی آکر بیعت کر چکے تھے۔ مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے قبیلہ بنوعبدالاشہل مسلمان ہوا۔ ابوذر غفاریؓ کی دعوت پر نصف قبیلہ مسلمان ہوا اور خلفاء راشدین جہاد کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے۔

جہاد انبیاء سابقین میں تھا یہ صرف اسلام میں نہیں تاریخ گواہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے غلبہ پاکر مخالفین سب کو قتل کر دیا اگر اسلام میں جبر ہوتا اور سلاطین اسلام جبر کا طریقہ اختیار کرتے تو اسلامی قلمرو میں کوئی عیسائی اور یہودی نہ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ مسلمان سلاطین نے اسلام لانے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ جو اسلام لائے وہ اسلامی نظام رحمت ونظام عدل دیکھ کر اسلام لائے۔

لیکن اگر کافر اسلام کے نظام رحمت سے فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ اس نظام امن کو قبول نہ کرتے ہوئے اپنی

طاقت کے غرور میں مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے اور اپنے کفر کو پھیلانے کے لئے تحریکات چلائیں گے تو اسلام میں جہاد جو کفر کا زور توڑنے کے لئے شروع ہوا ہے۔ اس کو حرکت میں لایا جائے گا۔ اسلام میں جہاد تا ابد باقی رہے گا۔ اس کو کوئی حکومت منسوخ نہیں کر سکتی۔

حضورﷺ نے فرمایا: ''الجهاد ماض منذ بعثني الله الى ان يقاتل آخر امتي الدجال (ابوداؤد شریف ص۳۵۰ ج۱) ''''میری بعثت سے لے کر میری امت کے آخری دجال سے قتال کئے جانے تک جہاد جاری رہے گا'' یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ یہاں تک آخری معرکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضورﷺ کی امتی کی حیثیت سے آسمانوں سے نزول فرمائیں گے اور اسلام کو غالب کریں گے۔ دجال اور تمام دجالی فتنے ختم کریں گے۔ جس کے نتیجہ میں عیسائی قوم مسلمان ہو جائے گی اور یہود اپنی ضد کی وجہ سے لڑائی سے باز نہیں آئیں گے۔ تو سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر یہودی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو پتھر بول اٹھے گا کہ اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے اس کو قتل کرو۔ (الحدیث بخاری ج۱ص۴۱۰)

اسلامی جہاد اور اس کے قوانین پر غور کیا جائے تو کوئی شخص نہیں مان سکتا کہ اسلام شمشیر کے زور پر پھیلا ہے۔ اسلامی قانون ہے کہ پہلے دعوت دو: ''اسلموا تسلموا (بخاری شریف ج۱ ص۴۴۹) '''' اسلام لے آؤ سلامت رہو گے۔'' اگر اسلام کو منظور نہیں کرتے تو اسلامی حکومت سے معاہدہ کر لو۔ ہم پر امن رہیں گے۔ حکومت کے خلاف کوئی سازش نہیں کریں گے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ آپ اپنے مذہب پر آزادانہ رہ سکتے ہیں۔ آپ کے مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ آپ کی جان، مال اور عزت کا تحفظ کیا جائے گا۔ جس کے بدلہ میں آپ کو جزیہ یعنی ٹیکس دینا ہوگا۔ جس سے آپ کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ ہوگی اور مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ یہاں تک کہ اسلام میں شراب پینا حرام ہے۔ اگر کسی مذہب والا پیتا ہے تو اسے روکا نہیں جائے گا۔ اگر کوئی مسلمان مرد ذمی عورت سے زنا کرتا ہے تو مسلمان کو اسلام کے مطابق سزا دی جائے گی اور ذمی عورت کو ان کے مذہب والوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق سزا دیں گے۔ اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا اور نہ ہی اسلامی حکومت و مملکت میں پر امن رہنے کا عہد دیتا ہے تو اسی کی شوکت کو توڑنے کے لئے جہاد کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو جائے یا معاہدہ کر کے پر امن رہنا شروع کر دے اور جزیہ ادا کرے۔ اگر اسلام بزور شمشیر پھیلا ہوتا تو پہلے ہی شمشیر کا استعمال کر دیا جاتا۔

یہ بات مسلّم ہے کہ جو بادل ناخواستہ اسلام قبول کرتا ہے وہ نہ تو وفادار ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسلامی حکومت کا معاون ہو سکتا ہے اور نہ ہی حضورﷺ کا جان نثار ہو سکتا ہے۔ جبکہ صحابہ کرامؓ کا حال تو یہ ہے کہ حضورﷺ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپﷺ کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیتے۔ آپﷺ کا تھوک بھی ہاتھ پر ملنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ کیا جبراً مسلمان ہونے والا ایسی عاشقانہ ادائیں ظاہر کر سکتا ہے؟۔

اسلام کا قانون یہ ہے کہ جو کلمہ پڑھ لے خواہ جان بچانے کے لئے پڑھ لے اس کا قتل معاف ہو سکتا ہے تو جبر واکراہ میں گنجائش نہیں۔ ہر شخص جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھ سکتا ہے اور پھر اپنے مذہب میں جا سکتا ہے۔ اگر صحابہ کرامؓ جبر واکراہ سے مسلمان ہوئے تھے تو موقع پا کر اپنے پرانے مذہب میں جا سکتے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ کلمہ پڑھنے کے بعد اس کلمہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں آخر کیوں؟۔ ہرقل روم نے جب ابوسفیان سے سوال کیا: ''ھل یرتد احد سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه (بخاری شریف ص۴۱۲)'' ''کیا کوئی دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو ناپسندیدہ سمجھ کر چھوڑتا ہے؟۔'' انہوں نے جواب دیا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ جہاد مخلوق کے لئے رحمت ہے۔ جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں۔

سوال: اسلام اگر نظام رحمت ہے تو یہ انسانوں کو غلام بنانے کی اجازت کیوں دیتا ہے؟۔ کہ انسانوں کو جانوروں کی طرح خرید وفروخت کیا جا سکتا ہے۔ گویا کہ اسلام میں غلامی کا تصور ظلم ہے؟۔

جواب: تمام متمدن قومیں اس بات پر متفق ہیں کہ باغی کی سزا قتل یا دائمی قید ہے۔ اگر جمہوری حکومتیں یہ حق رکھتی ہیں کہ اپنے باغی کو تہہ تیغ کر دیا جائے تو اللہ رب العزت جس نے انسان کو تمام مخلوق سے افضل واشرف بنایا۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا: ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (التین:۴، پارہ:۳۰)'' ﴿البتہ تحقیق ہم نے انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا۔﴾ اور مسجود ملائکہ بنایا۔ تمام مخلوق سے اشرف بنایا تو اللہ تعالیٰ کو اپنے باغی کو قتل کرنے کی کیوں اجازت نہیں دی جا سکتی؟۔ تو دراصل کافر ومشرک باغی اسلام ہے۔ اگر روس، امریکہ، برطانیہ اپنے باغیوں کو قتل کی سزا دے سکتا ہے تو اسلام اپنے باغیوں کو قتل اور دائمی قید کی سزا کیوں نہیں دے سکتا؟۔ گویا کہ جمہوری حکومتیں سوشلزم حکومتیں، شخصی حکومتیں، اپنے باغی کو جینے کا حق یا آزادی کا حق نہیں دیتیں۔ لیکن اسلام چونکہ ارحم الراحمین کا بنایا ہوا ہے اور اس کو لانے والے رحمت اللعالمین ہیں۔ اس لئے باغی کو جینے کا حق دیتا ہے۔ اس کو شخصی غلامی میں دے کر متعدد فوائد مہیا کرتا ہے۔

۱...... غلام بننے والے مختلف استعداد اور پیشہ کے ہنر مند اشخاص ہوں گے۔ جن کے ہنر اور پیشہ سے مالک کو فائدہ پہنچے گا اور مالک اس کے بدلہ میں ان کی معاش کا تکفل کرے گا۔ جس سے اس کو جینا آسان ہو جائے گا۔

۲...... مالک کو ہدایت ہے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جو تم کھاتے ہو انہیں کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو انہیں پہناؤ، اور ان کی استطاعت سے زیادہ کام نہ لو۔ یعنی ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

۳...... اسلامی معاشرہ میں رہ کر جب اسلامی رواداری کو قریب سے دیکھیں گے تو بہت ممکن ہے کہ مسلمان ہو جائیں۔ گویا کہ غلام بنانا ان کو مسلمان ہونے کا موقعہ فراہم کرتا ہے تاکہ اسلام لا کر دائمی جہنم اور اخروی سزا سے محفوظ رہ سکیں۔ قتل کی صورت میں یہ موقعہ ان کو فراہم نہ ہوگا اور آخرت کی سزا میں بھی مبتلا ہو جائیں گے۔ اسلامی غلامی انسان کو

جینے کا حق دیتی ہے۔ صرف اس کی آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ پھر آزادی دینے کے لئے اسلام مختلف مواقع دیتا ہے۔

اوّلاً: اخروی ثواب کے لئے مسلمان کو ترغیب ہے کہ فک رقبہ (گردن آزاد کرنا) کرے۔

ثانیاً: کچھ ایسے جرائم ہیں۔ جن کی سزا میں اللہ تعالیٰ تحریر رقبہ مقرر فرماتے ہیں تو ان جرائم کی ارش سے بچنے کے لئے غلام آزاد کرے گا۔ مثلاً اگر کوئی اپنی بیوی سے اظہار کرے، یعنی اس کو اپنی ماں، بہن سے تشبیہ دے دے تو بیوی غلام آزاد کرنے سے حلال ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر توڑ دے تو اس کا کفارہ غلام کی آزادی ہو سکتی ہے۔ الغرض بہت سے مواقع ہیں۔ جن میں اسلامی قانون غلام آزاد کرنے کا حکم دیتا ہے تو ان فوائد کو ملحوظ رکھتے ہوئے غلامی انسان کے لئے رحمت ہے۔

سوال: اسلامی نظام رحمت ہے تو اس میں چور کا ہاتھ کاٹنا، زانی کو کوڑے لگانا، یا سنگسار کرنا، قاتل کا سر قلم کرنا جیسی سزائیں کیوں ہیں؟ جو کہ رحمت نہیں ظلم ہیں؟۔

جواب: اسلامی اصطلاح میں اس کو حدود اور قصاص سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں ان کی حیثیت مقاصد کی نہیں۔ یعنی اسلام میں یہ مقصود نہیں۔ بلکہ جرائم سے روکنے کے لئے ہیں کہ ان کو سن کر لوگ رک جائیں اور اگر کسی پر جاری ہو جائے تو معاشرہ ان سے پاک ہو جائے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا: ''عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ ادرؤ الحدود عن المسلمین ما استطعتم (ترمذی ج ۱ ص ۲۶۳)'' ''جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو ساقط کرو۔'' اور فرمایا کہ تندریٔ الحدود بادنی الشبہات'' حدود ادنیٰ شبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔'' تو یہ سزائیں سالہا سال میں کبھی جاری نہیں ہوں گی۔ حضور ﷺ کے دس سالہ احکام کے زمانے میں ایک چوری کی حد میں ہاتھ کاٹنا اور ایک زانی کا رجم ثابت ہے۔ یہ جرائم چوری، ڈاکہ، زنا، تہمت، قتل، معاشرہ کے امن کو تباہ کرتے ہیں۔ بقائے امن کے لئے ان جرائم کی حوصلہ افزائی نہ ہونی چاہئے۔ مجرم کو خوف ہو کہ کہیں مجھ پر حد جاری نہ ہو جائے۔ اب اس جگہ ایک ایک کر کے ان جرائم کے نقصانات اور معاشرہ پر ان کے اثرات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ سزا کو سنگین کہنے والے سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جرم بھی سنگین ہے۔

چوری

کسی کا مال خفیۃً قبضہ کر لینا محفوظ سے بلا اجازت۔ چوری کی سزا یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس کے تفصیلی احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ شرعی تعریف کے لحاظ سے چوری ثابت ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔

۱...... مال کسی کی ذاتی ملکیت ہو۔ چرانے والے کا اس سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو۔ مال رفاہ عامہ کا نہ ہو۔

۲...... مال محفوظ ہو۔ مکان مقفل یا نگران چوکیدار کے ذریعہ۔

۳...... بلا اجازت اٹھا لینا۔

۴...... چھپ کر لینا۔ اعلانیہ ہو تو ڈاکہ ہے۔

چوری کے معاشرہ پر منفی اثرات

۱..... چور جو مال پر قبضہ کرتا ہے۔ اس کے لئے شرعی قانون کے لحاظ سے حرام ہے۔ تو وہ حرام مال کھاتا ہے اور اولاد کو حرام کھلاتا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ حرام کا لقمہ کھانے سے انسان میں حرام کاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ تو انسان حرام کاری کرنے لگ جاتا ہے۔

۲..... عام طور پر چور پیشہ ور ہوتا ہے۔ جن کی سرپرستی کرنے والے سرمایہ دار، جاگیردار، کارخانہ دار ہوتے ہیں۔ اس سے زمین میں فساد پھیل جاتا ہے۔ لوگ بدامنی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۳..... ایک چور اوسطاً پچاس سال چوری کرتا ہے۔ اگر فی سال ۳ چوریاں بھی کرے تو ڈیڑھ سو خاندان سے خون پسینہ سے کمایا ہوا سرمایہ چھن جاتا ہے۔ تو گویا کہ ایک چور اوسطاً ہزار افراد کی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

۴..... جہاں چوری کی سزا، شرعی قانون کے مطابق نہیں۔ وہاں چوری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے کثرت سے چوریاں ہوتی ہیں۔ پچھلے دنوں رپورٹ میں کہا گیا کہ زیادہ تر برطانیہ میں کار چوری ہوتی ہے۔ ایک سال میں ہزار ہزار کار چوری کے واقعات ہوئے۔

ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو کم از کم اتنے خاندان پریشانی سے بچ جائیں گے اور سارا معاشرہ امن سے سوئے گا۔

زنا

بدون نکاح شرعی کے مرد کا عورت سے جنسی خواہش پوری کرنا جیسے خاوند بیوی کرتے ہیں۔ زنا کہلاتا ہے۔ اسلام میں اس کو فاحشہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زنا بالجبر ہو یا بالرضا دونوں اسلامی قانون میں جرم ہیں۔ اس لئے کہ مرد اور عورت کے مالک نے جو اختیارات دیئے ہیں تو اس سے تجاوز کرنا نافرمانی ہے۔ مرد اور عورت مختار ہیں۔ لیکن اس درجہ کے نہیں کہ اجازت جہاں شرط ہے۔ وہاں اس کی اجازت کے بغیر اختیارات استعمال کریں۔ مثلاً ایک کارخانہ ہے۔ اس کے دو حصہ دار دس فیصدی کے مالک اور تیسرا ۹۰ فیصدی کا مالک ہے۔ دو، دس فیصدی اختیار والے اگر نوے فیصدی والے کی اجازت کے بغیر عمل کریں گے تو یقیناً اس کو ناجائز کہا جائے گا۔

زنا کی معاشرہ میں خرابیاں

یہ جاننے کے بعد یقین ہو جائے گا کہ اس کی حد معاشرہ کے لئے رحمت ہے۔ زنا دنیا میں نظام انسانیت کو جس قدر تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ شاید دوسرے جرائم اس درجہ کے نہ ہوں۔

۱..... کسی شخص کی بیوی، بیٹی، بہن پر ہاتھ ڈالنا اس کی ہلاکت کے مترادف ہے۔ شریف غیرت مند انسان جان مال قربان کرسکتا ہے۔ لیکن اپنے حرم کی عزت قربان نہیں کرسکتا۔

۲...... جہاں زنا عام ہو جائے وہاں نسب محفوظ نہیں رہتا۔ ممکن ہے ماں، بہن، بیٹی جس سے نکاح حرام ہے۔ وہ کسی وقت اس کے نکاح میں آسکتی ہے۔

۳...... جہاں بدامنی فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے۔ اس کا بیشتر سبب عورت ہے۔ تو جو قانون عورت کی عزت کی حفاظت کرے وہ انسان کے لئے رحمت ہے۔

۴...... اسلامی قانون میں جنسی خواہش پر پابندی نہیں لگائی گئی۔ بلکہ اس کو محدود کیا ہے کہ اگر جنسی خواہش غلبہ کرے تو پاکدامن رہنے کے لئے نکاح کے ذریعہ پورا کر سکتا ہے۔ اگر کسی کو اس میں غلبہ ہو تو ایک سے زائد چار تک نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن زنا میں اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید میں ہے: ''محصنین غیر مسافحین (النساء:۲٤، پارہ:٥) ''پاک دامنی حاصل کرنے والے نہ کہ شہوت رانی کرنے والے۔ اگر جنسی خواہش آزادانہ پورا کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خواہش خارش کی طرح بڑھتی ہے۔ جتنی کرتے جائیں بڑھتی ہے۔ اس کا علاج اتنا ہی ہے کہ اس کو کنٹرول کیا جائے۔ جو قومیں کنٹرول کی قائل نہیں اس میں اتنی بڑھ جاتی ہے کہ نکاح سے تجاوز کر کے زنا بالرضا کرنے میں بھی تسکین نہیں ہوتی۔ زنا بالجبر کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں یہ خبر شائع ہوئی کہ اکسٹھ فیصدی عورتیں شادی شدہ صرف امریکہ میں تشدد کا نشانہ بنتی ہیں اور باقی ملکوں میں انسٹھ فیصدی عورتیں تشدد کا نشانہ بنتی ہیں۔ پھر یہ خواہش پوری کرنے کے لئے عورت نہیں ملتی تو پھر مرد ایک دوسرے سے ہم جنس پرستی سے پورا کرتے ہیں۔ ستر فیصد مرد مغربی ممالک میں ہم جنس پرست ہیں۔ ان کو باقاعدہ قانونی تحفظ حاصل ہے۔ ان کی تنظیمیں حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے خواہش پرستی پر کنٹرول نکاح کے ذریعے کرنا انسانیت کے لئے رحمت ہوا۔ ورنہ انسانیت خواہش پرستی میں جکڑی جاتی ہے کہ کوئی قانون اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ اسی کو کنٹرول کرنے کے لئے اسلام نے زنا کی حد کوڑے اور سنگساری مقرر کی ہے کہ بیماری کا مادہ ختم ہو جائے۔ انسانیت صحت مند معاشرہ میں دن گذارے۔

۵...... جب ایک چیز کی سنگینی معلوم ہو جاتی ہے تو اس سے بچنے کے لئے قوانین مدون کئے جاتے ہیں۔ مثلاً دو گاڑیوں کا ایکسیڈنٹ انسانی جانوں کو ضائع کرتا ہے۔ انسان اس سے زخمی اور موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر قوانین بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ٹریفک کے قوانین دور کے احتمال کو روکنے کے لئے ہیں۔

۱...... ڈرائیور باتیں نہ کرے۔ ۲...... اور سگریٹ نہ سلگائے۔ ۳...... موبائل نہ سنے۔

اسی طرح دو خواہشوں کا ٹکراؤ زنا کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ تو اسلام میں اس سے بچنے کے لئے اسلام نے تمام اسباب پر پابندی لگائی۔ جو اس کا سبب بنتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: ''ولا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة وساء سبیلا (الاسراء:۳۲، پارہ:۱٥) '' زنا کے قریب نہ جاؤ یہ فاحشہ ہے اور برا راستہ ہے۔ آنکھ نیچی نہ رکھنا، بیگانی عورت کو بری نیت سے دیکھنا، بیگانی عورت سے تنہائی اختیار کرنا، عورت کا اکیلے سفر کرنا، عورت کا پردہ میں نہ رہنا، ایسے اسباب پر پابندی لگائی ہے تو یہ پابندی انسان کے لئے رحمت ہے تاکہ کسی فاحشہ کا وقوع نہ ہو جائے۔ جاری ہے!

الا اللّٰہ......یعنی اللہ کے سوا......!

حضرت مولانا محب الحق حسینی

آج سے لاکھوں سال قبل اس سے بھی کروڑ ہا برس پہلے۔ جبکہ آسمان نہ تھا، زمین نہ تھی، سمندر نہ تھے، پہاڑ نہ تھے، انسان وحیوان نہ تھے۔ غرض مظاہر قدرت کی فہرست میں کچھ بھی نہ تھا۔ ہر طرف سکوت وخاموشی تھی۔ اس وقت محض ایک نور تھا جو کائنات پر چھایا ہوا تھا۔ ایک ہستی تھی جو سراپا نورانیت تھی۔ جس کے حجابات بھی نورانی اور جس کی تجلیات بھی نورانی ہی تھیں۔ وہ نور دلفریب لہریں لے رہا تھا اور اس کے لاانتہا ہی جلووں سے بھی نور ہی کے سمندر ابل رہے تھے اور جس کی تقدیس وتسبیح میں نوری مخلوق ہمہ تن مصروف تھی۔

لیکن یہ نور محض نور ہی نور نہ تھا بلکہ اس میں قدرت کے غیر محدود خزانے بھی پنہاں تھے اور طاقت کے بھی۔ وہ غیر معمولی جلال وجبر کا بھی مالک تھا اور قہر وغضب کا بھی۔ وہی عفو ورحمت کا بھی پیکر تھا اور حلم وغفران کا بھی سرچشمہ۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نقاش بھی تھا اور مصور بھی۔ غرض وہ تمام خوبیوں کا ایک بے مثل مرکز تھا۔ اس نے یک بیک کن کے ہلکے اشارے سے عناصر کی تخلیق فرمائی اور اس کی مشیت مقتضی ہوئی کہ ایک خاکی خول تیار ہو۔ خاکی خول تیار ہو گیا۔ یہ خاکی خول کیا تھا؟۔ ایک آئینہ گلی تھا جس میں حسن ازل کی نورانی شعائیں چھن چھن کر منعکس ہونے لگیں اور چشم زدن میں وہ خاکی پتلہ تابش جمال کے فیض سے ایک جیتی جاگتی تصویر بن گیا۔ قدرت نے اس کا نام آدم علیہ السلام رکھا اور اسی نام سے وہ شہرت دوام پا گیا۔

نقشبند کاخ ہستی کی اعجوبہ طرازیوں کا یہ ایک عجیب ترین اور خوبصورت شاہکار تھا۔ اس لئے اس کے رہنے کے لئے بھی ایک خوبصورت اور دلفریب مقام تجویز ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس میں رہنا شروع کیا۔ فضائے خلد کی روح پرور کیف باریوں سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ لیکن تنہا تھے۔ تنہائی کی وجہ سے کیف شادمانی کچھ ناتمام سا معلوم ہورہا تھا۔ دل کے گوشوں میں ایک ہلکی سی تمنا پیدا ہوئی کہ کاش کوئی ایسا رفیق نصیب ہوتا جس کے ساتھ مل کر مسرت کے ترانے گاتے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بہت ہی جلد محسوس کر لیا کہ ان کی آرزو کو تاج کامرانی سے سرفراز کیا گیا ہے اور حسب خواہش ایک اور وجود بھی منصۂ شہود پر لایا گیا ہے جس کا نام حوا علیہا السلام ہے اور جو تنہائیوں کے درد کی بہترین دوا ہے۔

یہ پہلا انسانی جوڑا تھا جو پیدا کیا گیا۔ جنت میں بسایا گیا اور پھر وہ جنت کی نشاط آفرین لہروں میں سرتاسر غرق ہوکر زندگی کے حسین خواب کو دلکش بنانے میں مصروف ہو گیا۔

’’وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة وکلا منها رغداً حیث شئتما ‘‘ ترجمہ:......’’اور

کہا ہم نے کہ اے آدم تم اپنی رفیق زندگی کے ساتھ اس جنت میں رہو اور اس کی نعمتوں سے خوش گواری کے ساتھ جس طرح چاہو کھاؤ۔''

حالات وواقعات نیرنگیٔ دہر کے دامن سے وابستہ ہوا کرتے ہیں۔ زمانے پے بہ پے کروٹیں بدلیں۔ واقعات نے بھی پلٹا کھایا۔ حالات کے رخ تبدیل ہوگئے۔ ابھی ابھی جن سے صبح فردوس کی مست کردینے والی نسیمیں کھیل رہی تھیں انہیں اب دنیائی بوقلموں کی بادصرصر جھلس ڈالنے پہ تیار ہے۔

آدم کی آنکھیں دریا بہارہی ہیں۔ ان کے سرشک خوانیں سے وادیاں رنگین، بیابان سرخ ہورہے ہیں۔ گھنگھور گھٹاؤں کی طرح ان کا دل امنڈتا ہے اور آنکھیں برس رہی ہیں۔ درد وحسرت بھری آوازوں میں عفو ومغفرت کی درخواستیں آسمانوں سے جاکر ٹکراتی ہیں۔ لیکن واپس ہوکر مایوسیوں کے دریا میں ڈوب جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ابوالبشر کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے:

''لا الہ الا انت سبحانك وبحمدك رب عملت سوۃ وظلمت نفسی فاغفرلی انك نت الغفور الرحیم ۰ ''ترجمہ:...... ''خداوند تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار میں نے برا کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا۔ پس مجھ کو بخش دے۔ یقیناً تو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔''

(تفسیر معالم التنزیل ج۱ وہذا قول مجاہد ومحمد بن کعب القرضی)

آدم کی زبان سے لا الہ الا انت کا نکلنا اور بار بار نکلنا تھا کہ رحمت حق کے ٹھاٹھ مارنے والے سمندروں میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔

فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ! ابوالانسان کو مژدہ سنادیا گیا کہ تمہارا گناہ معاف ہوگیا۔ تم نجات پاگئے۔ زمینوں آسمانوں نے مبارک باددی پھر دنیا اپنے اسی انداز پہ آگئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ انسانی دور کے اس انقلاب فاجع نے فرزندان آدم کو کسی نتیجہ پر پہنچایا؟۔ انہوں نے اس دفتر عبرت پر غور کیا؟۔ دور اولین کے اس عظیم الشان واقعہ سے کوئی سبق حاصل کیا؟۔ نہیں۔ کچھ نہیں۔

فمالکم لاتکادون تفقھون حدیثاً! غفلت کے پرستارو! اٹھو آنکھیں کھولو، دیکھو، غور کرو، سوچو، سمجھو، بنیاد آدم جب لرز رہی تھی، انسانیت کا قصر اول کانپ رہا تھا تو کس کا اس نے سہارا پکڑا؟ اور کس پہاڑ کے بل بوتہ پر قائم رہا۔ تم نے نہیں سمجھا۔ لیکن میرا قلم اب رمز فروشی کرنا چاہتا ہے اور تم پر اس حقیقت کو آشکارا کرنا چاہتا ہے کہ ابوالبشر نے کلمہ توحید کے وسیلہ سے نجات حاصل کی۔

پس ضروری ہے کہ آدم کی اولاد بھی اگر نجات کی متلاشی ہے۔ اس کو اپنی سرگشتگی ختم کرنی ہے تو کلمہ توحید ہی کا دامن پکڑے۔ کیونکہ زندگی کے ایسے دریائے شور کو عبور کرنا جس میں گوناگوں طوفانوں کے جلھیڑے پرورش پاتے ہیں بغیر سفینۂ توحید کے ناممکن ہے۔

علامہ شاطبی کتاب الاعتصام میں حضرت امام مالکؒ سے نقل کرتے ہیں۔ لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا

بـمـاصلـح بـه اولهـا! (حضرت امام مالکؒ کی مراد تو شاید یہاں امت محمدیہ ہے مگر میں نے اس کو تمام امت انسانی کے لئے عام کر دیا ہے۔)

اس لئے ضرور ہے کہ ہم بھی اپنے امراض واسقام کی دوا اسی مسیحائے توحید سے حاصل کریں جس کی جنبش ابرو سے حضرت آدم علیہ السلام شفایاب ہو گئے۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں لیکن اپنی طرف سے نہیں بلکہ یقین کرو، مجھے بتایا گیا ہے کہ نجات انسانی کا مدار توحید پر ہے اور کیا یہی وجہ نہیں ہے کہ جس قدر انبیاء و رسل بھی آتے رہے خواہ وہ کسی قوم کسی ملک کی طرف آئے۔ لیکن انہوں نے رب آدم کی طرف سے جو پیام اولین سنایا وہ توحید ہی کا خالص پیام تھا کہ یہی بنی نوع انسان کے نجات کی کلید وحید ہے۔

’’ومـا ارسـلـنـا من قبلك من رسـول الا نوحی اليه انه لااله الا انا فاعبدون ‘‘ ترجمہ:...... ’’(اے محمد!) ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا مبعوث نہیں کیا جس کی معرفت دنیا کو یہ پیغام نہ بھیجا ہو کہ بجز میرے کوئی ہستی قابل پرستش نہیں ہے۔ اس لئے خالص میری پوجا کرو۔‘‘

حالانکہ رسول ایک دو کی تعداد میں نہیں آئے۔ میں تعین نہیں کر سکتا کتنے آئے لیکن یہ حقیقت کبھی نہیں جھٹلائی جا سکتی ہے کہ: ’’ولقد بعثنا فی کل امة رسولاً ان اعبدوالله واجتنبوا الطاغوت ‘‘ ترجمہ:...... ’’ہم نے ہر قوم میں (اس پیغام کے ساتھ) راہ نما بھیجے کہ خدا ہی کی خالص عبادت کرو اور طاغوت سے پرہیز کرو۔‘‘

اور یہیں سے توحید کا مفہوم بھی صاف ہو جاتا ہے۔ موحد وہی ہے جو محض خدائے واحد کا پرستار ہو۔ اگر اس کے جذبۂ نیاز و عبودیت پر کوئی ہستی بھی ذرہ برابر اثر انداز ہوئی تو وہ موحد نہیں باقی رہا اور اس کے ہاتھ سے یقیناً وہ دامن نجات چھوٹ گیا جس کے واسطے سے قوموں کی جاوید زندگی سنورتی ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں اور جب تک بھی میری زبان میں طاقت اور قلم میں زور ہے یہی کہتا رہوں گا کہ اس زنجیر کو پکڑو جس زنجیر کے تھامنے کا آسمان کی بلندیوں سے ہمیشہ حکم آتا رہا۔ جس کا روحانی کتابوں نے ہمیشہ درس دیا۔ اس سچائی اور روشنی کی آغوش میں آ جاؤ جس کی طرف آفرینش عالم سے تم کو دعوت دی جا رہی ہے۔ تم دیکھو اور چشم بصیرت سے دیکھو۔ آدم ثانی یعنی حضرت نوح علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ خدا کے اس پیغامبر نے کیا کیا؟ آہ! نہ پوچھو اس نے کیا کیا۔ اس نے وہ سب کچھ کیا جس کے لئے وہ بھیجا گیا تھا اور جو اسے کرنا چاہئے تھا۔ اس نے قوم کو دعوت دی۔ لیکن توحید ہی کی دعوت دی۔ نو سو برس تک دعوت دیتا رہا۔ دشمنوں کے نرغے میں، پتھروں کی بارش میں، تمردو سرکشی کی آندھیوں میں اور نافرمانیوں کے طوفان میں برابر دنیا کو پیغام توحید ہی سناتا رہا:

’’قـال يـاقـوم انـی لکم نذیر مبين ۰ ان اعبدوا الله واتقوه واطیعون ‘‘ ترجمہ:...... ’’اس نے کہا اے میری قوم میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں (کہتا ہوں) اللہ کی عبادت (توحید) اختیار کرو۔ خدا سے ڈرو۔ میرا کہنا مانو۔‘‘

لیکن آہ کہ نوح علیہ السلام ہر چند چیخے چلائے۔قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے حیران و سرگرداں رہے۔مگر قوم کی آنکھوں پر حجابات غفلت پڑے ہوئے تھے۔اس نے نہیں دیکھا۔انجام کار سے تغافل کیا۔پیغام ربانی (توحید) کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور نوح علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ان پر آوازیں کسیں۔ان پر پھبتیاں اڑائیں۔بالآخر نوح علیہ السلام نے درد اور تڑپ کی آواز میں پکارا کہ:

’’رب انی دعوت قومی لیلاً ونهارا۰ فلم یزدهم دعائی الا فرارا۰ وانی کلما دعوتهم لتغفرلهم جعلوا اصابعهم فی اذانهم واستغشوا ثیابهم واسروا واستکبروا استکبارا۰ ثم انی دعوتهم جهارا۰ واسررت لهم اسرارا‘‘ترجمہ:.....’’خدایا!میں نے اپنی قوم کو حق وہدایت کی دعوت دی۔لیکن افسوس کہ میری دعوت کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہ نکلا کہ وہ اور مجھ سے بھاگنے لگے۔میں نے جب کبھی ان کو پکارا تاکہ وہ تیری طرف رجوع ہوں تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیں اور اوپر کپڑے اوڑھ لئے۔ضد اور شیخی میں آکر اکڑ بیٹھے۔اس پر بھی میں باز نہ آیا۔پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچایا اور اس کے بعد بھی ظاہر و پوشیدہ ہر طرح تیرا پیغام پہنچایا اور سمجھایا۔‘‘لیکن میرے خدایا!با ایں ہمہ سعی و دعوت

’’انهم عصونی واتبعوا من لم یزده ماله وولده الا خسارا‘‘ترجمہ:.....’’ان سرکشوں نے میرا کہا نہ مانا اور انہیں معبودان باطل کی غلامی کرتے رہے جنہوں نے ان کے اموال و اولاد کو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان پہنچایا۔‘‘

مشرک قوم کے متعلق خدا کے پیغمبر کی یہ فائینل رپورٹ تھی جس کے بعد اس بد بخت قوم کا جس نے خدا کی خالص پرستش نہیں کی وہی انجام ہوا جو ایسی متمرد قوموں کے لئے ازل ہی سے مقرر ہو چکا ہے۔یعنی واحد قہار کے غیض وجلال کو حرکت ہوئی اور حکم ہوگیا کہ زمین ابلے اور آسمان برس پڑے کہ یہی انتقام لینے کے لئے اس قدرتی چکی کے دو قہرمانی پارٹ ہیں جن میں سرکش قومیں پیس ڈالی جاتی ہیں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔دریا امنڈ کر آبادیوں پر چھا گیا۔زمین ابل پڑی اور آسمان برس پڑا:’’حتیٰ اذا جاء امرنا وفار التنور‘‘ترجمہ:.....’’یہاں تک کہ ہمارا عذاب آ پہنچا اور زمین سے پانی ابل پڑا۔‘‘

ہر طرف پانی ہی پانی ہے اور آسمان کے نیچے پانی،قہستانی موجیں بڑے بڑے کوہ صورت ایوانوں کی بنیادیں ہلا رہی ہیں۔قلعوں کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں۔سر بفلک کنگرے الٹ رہے ہیں۔آبادیاں غرقاب ہو رہی ہیں’’ارادلنا بادی الرای‘‘کہنے والے موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں:’’وقیل بعد اللقوم الظالمین‘‘ترجمہ:.....’’اور کہہ دیا گیا کہ ظالموں کو (زندگی سے) دوری ہو چکی۔‘‘

اور وہ جو توحید کا پرستار تھا اور توحید کا پیغام چھ سو برسوں سے دنیا کو سنا رہا تھا اس کو دیکھو وہ کس طرح ایسے آسمانی

طوفان اور قہر مانی عذاب میں رحمت کی موجوں سے کھیل رہا ہے۔ وہ کشتی پر سوار ہوا۔ اس کے ساتھ تھوڑی سی وہ جماعت بھی تھی جو ''ان اعبدوا اللہ'' پر ایمان لائی تھی۔ وہ امن وسلامتی کی آغوش میں اپنی مختصر سی جماعت کے ساتھ کوہ جودی پر جا کر ٹھہر گیا اور جب کام تمام ہو چکا قوم نے اپنی سرکشی کا مزہ چکھ لیا، آسمان خاموش ہو گیا: ''وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی'' ترجمہ:...... ''اور پانی گھٹ گیا، قصہ ختم ہوا، کشتی کوہ جودی پر ٹھہری۔'' تو اس محبوب پیغام بر کو حکم دیا گیا کہ:

''قیل یا نوح اهبط بسلم منا وبرکات علیك وعلی امم من معك'' ترجمہ:...... ''کہا گیا اے نوح! (اب کوہ جودی سے زمین پر) اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر اترو جو تم پر نازل ہوں گی اور ان پر جو تمہارے ساتھ ہیں۔''

تصویر کے دونوں رخ تمہارے سامنے آ گئے۔ تم نے دیکھ لیا کہ فرزندان توحید کس طرح نجات پا گئے اور غیر اللہ سے رشتۂ عبادت جوڑنے والے کس طرح برباد کر دیئے گئے اور حتیٰ کہ نوح کا لخت جگر بھی اپنے مشرکانہ عقائد واعمال کے باعث نہنگ ہلاکت کی نذر ہو گیا اور باپ کی پیغمبری بھی ''ان اللہ لایغفر ان یشرك به'' کے اٹل قانون کے ماتحت کام نہ آ سکی ''انه من اهلی'' کا صاف جواب ''انه غیر عمل صالح'' دے کر ایک نہایت ہی عبرت انگیز سبق سارے عالم کو پڑھا دیا گیا۔ وذالك جزاء الذین کفروا بآیات ربنا وهم لایومنون! یہ محض پہلی تمثیل تھی لیکن ایسی جو اپنے دامن میں سعید روحوں کے لئے عبرت وموعظت کا دفتر رکھتی ہے۔

وان فی ذالك لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید! ورنہ اگر تمہیں تسکین نہیں ہوئی اور دوسری قوموں کے حیات ومَمات کا بھی نظارہ کرنا چاہتے ہو تو قرآن عزیز اپنے سامنے کھول کر رکھو۔ دیکھو وہ کتنی داستانیں تم کو سناتا ہے اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر داستان شرک وبدعت انہیں ہلاکتوں پر تمام ہوئی جس نے قوم نوح کو مٹا ڈالا۔

ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا! تم دیکھو کہ فضا میں ایک ہزار سال تک نوح کی زبان صدق ترجمان سے توحید کے نغمے گونجتے رہے۔ پھر وہ اٹھا لئے جاتے ہیں۔ لیکن مادر گیتی کی پشت خالی نہیں رہتی ہے۔ نوح کی صدائے بازگشت یونہی گونجتی رہی اور ان کے تخت رسالت پر اسی توحید کے جھنڈے کو لے کر حضرت ہود علیہ السلام متمکن ہو گئے اور انہوں نے بھی اپنی قوم عاد کو جو پیغام دیا وہ وہی پیغام دیا تھا جو حضرت نوح علیہ السلام سنا گئے تھے:

''والی عاد اخاهم هودا۰ قال یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من اله غیره۰ ان انتم الا مفترون'' ترجمہ:...... ''اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے (وطنی) بھائی ہود کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تم محض مفتری ہو (اگر کسی کو معبود سمجھتے ہو)''

بدنصیبوں نے تلخ لہجہ میں جواب دیا کہ:''یاھود ماجئتنا ببینة ومانحن بتارکی آلھتنا عن قولك ومانحن لك بمومنین ''ترجمہ:.....''اے ہود! تم نے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی۔ اس لئے ہم محض تمہاری باتوں میں آ کر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑنے والے ہیں اور نہ تمہاری باتوں کا یقین کرنے والے ہیں۔''

حضرت ہود علیہ السلام کو سن کر غصہ آ گیا۔ غیظ واشتعال کے جوہر روح میں جذب ہو کر رہ گئے۔ بھرے مجمع میں ایک نہایت پرجوش تقریر فرمائی اور علی الاعلان ان کے مشرکانہ عقائد سے بے زاری کا اظہار فرماتے ہوئے صاف صاف فرمادیا کہ میں توحید کی شاہراہ کی طرف دعوت دیتا رہوں گا:

''ان اشھد الله واشھدوا انی بری مما تشرکون ۰ من دونه فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون ۰ انی توکلت علی الله ربی وربکم ''ترجمہ:.....''اس سے باز رکھنے کے لئے جتنے داؤ پیچ تم کھیل سکتے ہو وہ کھیل لو کہ میں بھی متوکل علی اللہ ہو کر پیغام بری پر تلا بیٹھا ہوں۔''

لیکن یاد رہے کہ تم قہرمانی گرفت سے باہر نہیں جاسکتے ہو۔ تم پر عذاب غلیظ کا تسلط ہوگا اور تم اس سے کہیں مفر نہیں پاسکتے کہ:

''مامن دابة الا ھو آخذ بناصیتھا ان ربی علیٰ صراط مستقیم ۰ فان تولوا فقد ابلغتکم ماارسلت به الیکم ویستخلف ربی قوما غیرکم ولاتضرونه شیئًا ان ربی علی کل شئ حفیظ ''ترجمہ:.....''رب الکونین نے تمام زمین پر چلنے والوں کی چوٹیاں پکڑ رکھی ہیں۔ لیکن پھر بھی اگر تمہاری سرکشی میں کوئی انقلاب نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ میں تم کو پیغام ربانی سنا چکا (اور وہ وقت قریب آ گیا کہ اس کی سزا میں تم مٹا دیئے جاؤ گے) اور تمہارے بجائے صفحۂ ہستی پر ایک دوسری قوم آباد کی جائے گی (خدا تمہاری کایا پلٹ دے گا) اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہو۔ بے شک میرا رب حفیظ (اور زبردست قدرت والا) ہے۔''

نالائق قوم نے حضرت ہود علیہ السلام کے فاضلانہ خطبہ کو سنا۔ لیکن دماغ پر اختلال طاری تھا۔ کوئی اثر نہ لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ توحیدی ملانوں کے قدیمی ڈھکوسلے ہیں:

''قالوا سواء علینا اوعظت ام لم تکن من الواعظین ۰ ان ھذا الا خلق الاولین ۰ ومانحن بمعذبین ''ترجمہ:.....''بدبختوں نے کہا کہ تم خواہ وعظ ونصیحت کرو یا نہ کرو کہ یہ تو اگلوں کی ایک معمولی سی عادت ہے۔ ورنہ ہم کو عذاب نہیں ہوسکتا۔''

یہ تماشے ہو رہے تھے توحید وشرک میں کشاکش جاری تھی۔ یہاں تک کہ منتقم جبار کا اٹل فیصلہ صادر ہو گیا کہ:

''وتلك عاد جحدوا بآیات ربھم وعصوا رسله واتبعوا امر کل جبار عنید ۰ واتبعوا

فی ھذہ الدنیا لعنة ویوم القیامه ۔ الا ان عاداً کفروا ربھم ۔ الا بعد العاد قوم ھود ''ترجمہ:...... ''اور یہ عاد کہ جس نے آیات الٰہیہ کی تکذیب اور رسولوں کی نافرمانی کی اور (اس کی بجائے) سرکش دشمنوں کی پیروی کی؟ (اس کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے جو ہوا کہ) دنیا میں بھی طوق لعنت ان کا زینت گلو ہو کر رہا اور آخرت میں بھی (یونہی لعنت ہوگی) اف یہ قوم عاد اپنے رب کی نافرمان قوم۔ ہاں! بے شک اس کے لئے دونوں جہان میں رحمت سے دوری اور ہلاکت و بربادی ہے۔''

دعوت توحید کو ٹھکرانے کا انجام دنیا کے سامنے آ گیا:''انا ارسلنا علیھم ریحا صرصراً فی یوم نحس مستمر ۔ تنزع الناس کانھم اعجاز نخل منقعر ''ترجمہ:......''ہم نے ان پر (نحوست کے دوامی دن میں) ایک ایسی تیز و تند ہوا بھیجی جس نے لوگوں کو اس طرح اکھاڑ پھینکا گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔''

چشم عبرت سے دیکھو کہ خدا کے پیغام بر کو جھٹلانے والے کس طرح ہلاک کئے جاتے ہیں اور ان کی بدنصیبی کیا کیا رنگ لاتی ہے:''فکذبوہ فاھلکناھم ۔ ان فی ذالك لعبرہ ''ترجمہ:......''عاد نے ہود کو جھٹلایا۔ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور درحقیقت یہ ایک عبرتناک داستان ہے۔''

یہ تو انجام تھا ان لوگوں کا جو خدا کی پاک توحید میں بٹہ لگا کر ہلاکتوں اور بربادیوں کی زد میں آ چکے تھے۔لیکن واقعہ نا تمام رہ جاتا اگر قرآن عزیز اس پردے کو بھی سامنے سے نہ ہٹا دیتا جس کے پیچھے علمبرداران توحید کا انجام کار مخفی تھا:

''ولما جاء امرنا نجینا ھوداً والذین آمنوا معه برحمة منا ونجیناھم من عذاب غلیظ ''ترجمہ:......''اور جب ہمارا عذاب (قوم عاد پر) آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت و عنایت کے باعث ہود کو عذاب غلیظ سے بچا لیا اور ان کو بھی جو ہود ہی کے ساتھ ایمان لائے تھے۔''

تم نے دیکھا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے کس طرح صاف لفظوں میں توحید کی تلقین فرمائی۔غیر اللہ سے رشتہ عبودیت وابستہ کرنے سے روکا، دھمکایا، جھڑکا، ڈانٹا۔لیکن ساری زجر و توبیخ نتائج کے اعتبار سے بے سود رہی اور تمام تر مساعی تبلیغ بے کار۔وہ جن کے سیاہ دلوں پر کج اندیشانہ عقائد اور ناپاک خیالات کی دنیا بسی ہوئی تھی انہوں نے صراط مستقیم پر چلنے سے انکار کر دیا اور پھر اس کا انجام کار صفحۂ دہر پر جلی حرفوں میں لکھ دیا گیا:

''واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیة سخرھا علیھم سبع لیال وثمانیة ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعا کانھم اعجاز نخل خاویه ''ترجمہ:......''اور عاد باد صرصر سے ہلاک کر دیئے گئے جس کو اللہ نے ایک ہفتہ سے زیادہ ان پر مسلط رکھا (اگر تم وہاں ہوتے) تو دیکھتے کہ وہ کس طرح منہ کے بل گرے تھے۔گویا افتادہ کھجوروں کے (خشک) تنے پڑے ہوئے ہیں۔''

انسان کے مستقبل کے حالات اور جبلت کا فرشتوں کو پہلے سے کیسے علم ہوا

جناب سید شمشاد حسین

فرشتوں کو اس کی کیسے خبر ہوئی کہ انسان خون ریزی کرے گا۔ کیا انہیں علم غیب تھا؟۔ یا محض انکل اور تخمینہ سے انہوں نے یہ سمجھا تھا؟۔

اس کا جواب جمہور محققین کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی فرشتوں کو انسان کے حالات اور اس کے ہونے والے معاملات بتلا دیئے تھے۔ جیسا کہ بعض آثار میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۂ زمین بنانے کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے اس خلیفہ کا حال دریافت کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے ان کو بتلایا۔ (روح المعانی)

اس سے فرشتوں کو تعجب ہوا کہ جب انسان کا یہ حال ہے کہ وہ فساد و خون ریزی بھی کرے گا تو اس کو نیابت زمین کے لئے منتخب فرمانا کس حکمت پر مبنی ہے۔

اس کا ایک جواب تو حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کے علمی تفوق کا اظہار فرما کر دے دیا گیا اور فساد و خون ریزی سے جو شبہ اس کے استحقاق نیابت پر کیا گیا تھا جس میں اشارہ ہے کہ جس چیز کو تم نیابت وخلافت کے منافی سمجھ رہے ہو در حقیقت وہی اس کی اہلیت کا بڑا سبب ہے۔

کیونکہ نیابت زمین کی ضرورت ہی رفع فساد کے لئے ہے۔ جہاں فساد نہ ہو وہاں خلیفہ اور نائب بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں۔

غرض یہ بتلا دیا گیا کہ منشاء الٰہی یہ ہے کہ جس طرح اس نے ایک ایسی مقدس معصوم مخلوق فرشتے پیدا کر دیئے جن سے کسی گناہ وخطاء کا صدور ہو ہی نہیں سکتا اور جس طرح اس نے شیاطین پیدا کر دیئے۔ جن میں نیکی اور بھلائی کی صلاحیت نہیں۔ اسی طرح ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کرنا منشاء خداوندی ہے۔ جس میں خیر وشر کے دونوں جذبات ہوں اور جو جذبات شر کو مغلوب کر کے خیر کے میدان میں آگے بڑھے اور رضائے خداوندی کا خلعت حاصل کرے۔ (معارف القرآن جلد اول ص ۱۸۱،۱۸۲)

اقوام کی تباہی کے اسباب!

جناب ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

جامع ترمذی ج۲ص۴۴ باب اشراط الساعۃ میں حدیث درج ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

۱...... جب لوگ مال غنیمت کو اپنی جاگیر بنالیں گے۔

۲...... امانت کو غنیمت کا مال سمجھنے لگیں گے۔

۳...... زکوٰۃ کے مال کو تاوان سمجھا جانے لگے گا۔

۴...... علم دین کے علاوہ دوسرے علوم دنیوی کی طرف لوگ مائل ہو جائیں گے۔

۵...... مرد اپنی بیویوں کی اطاعت کرنے لگیں گے۔

۶...... ماں کی نافرمانی شروع ہو جائے گی۔

۷...... دوستوں کے مقابلہ میں باپ کو حقارت کی نظر سے دیکھا جانے لگے گا۔

۸...... مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی۔

۹...... اور فسق وفجور کے انتہائی مرتکب آدمی وہاں کے سردار ہوں گے۔

۱۰...... نیز پنچ اقوام کے لوگ اس کے کفیل ہو جائیں گے۔

۱۱...... صرف خوف ودہشت یا ظلم کی وجہ سے لوگوں کی تعظیم کی جائے گی۔

۱۲...... لونڈیاں لاتعداد ہو جائیں گی۔

۱۳...... لہو ولعب کے سامان مہیا ہوں گے۔

۱۴...... شراب نوشی عام ہو جائے گی۔

۱۵...... اپنی سابقہ امت پر لوگ لعنت کرنے لگیں۔

بس ایسے وقت سرخ آندھیوں خسف اور مسخ کے منتظر رہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث شریف میں کسی مسلمان معاشرے میں ان چند رذائل کا ذکر فرمایا جس سے قوم تباہ ہوتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ سیلاب، زلزلے، قحط، قتل عام اور جرائم کا پھیل جانا عذاب ہی کی اقسام ہیں۔ مختلف وباؤں اور بیماریوں کا پھیلنا بھی عذاب الٰہی ہے۔ ان بدخصلتوں سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ برکت اٹھ جاتی ہے اور قوم پریشانیوں اور مصیبتوں سے ہم کنار ہو جاتی ہے۔ اب میں ان بدخصلتوں کا فرداً فرداً ذکر کروں گا جن کی وجہ سے امت پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ

خصائل دیگر احادیث میں بھی درج ہیں:

سرکاری مال

سرکاری مال قوم کی ملکیت ہوتا ہے۔ اسے بے جا طور پر تصرف میں لانا ممنوع ہے۔ سرکاری مال میں سرکاری گاڑیاں، ٹیلی فون، سرکاری فنڈ، سرکاری املاک وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ان معاملات میں ڈرنا چاہئے۔ قوم کا مال امانت ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے بے دریغ خرچ نہ کیا جائے۔ سرکاری عہدے بھی امانت ہیں۔ ان میں خیانت نہ کی جائے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ حدیث شریف میں زکوٰۃ کو اسلام کا خزانہ کہا گیا ہے۔ اگر ہر شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ زکوٰۃ دینا شروع کر دے تو معاشرے سے غربت اور افلاس ختم ہو جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ: ''اس کا دین نہیں جس نے نماز قائم نہیں کی اور اس کی نماز نہیں جس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ: ''جو قوم زکوٰۃ نہیں نکالتی۔ اللہ تعالیٰ اسے قحط سالی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔''

بیوی کی اطاعت

اسلام حقوق نسواں کو تحفظ دیتا ہے۔ لیکن اس بات کا حکم نہیں کہ بیوی کی اطاعت شوہر کرنے لگیں اور اس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کی خاطر ہر قسم کے ناجائز ذرائع استعمال کرنے لگیں۔ یہ حکم نہیں کہ بیوی کے اشاروں پر ماں کی نافرمانی کی جائے۔ آج کل کے شوہر بیویوں کی اس قدر اطاعت کرتے ہیں کہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی کرتے ہیں۔ جائز دولت تو ٹھیک ہے۔ لیکن ناجائز طریقہ سے دولت کا اکٹھا کرنا کئی برائیوں کو جنم دیتا ہے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

ماں کی نافرمانی

ایک اسلامی معاشرے میں ماں کے بہت حقوق ہیں۔ حدیث شریف میں والدین کے بارے میں فرمایا گیا کہ: ''والدین کی نافرمانی کی سزا انسان کو اسی زندگی میں گھیر لیتی ہے۔'' ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ: ''کوئی بھی نیکوکار بچہ ایسا نہیں جو اپنے والدین پر پیار و خلوص کی نگاہ ڈالتا ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی ہر نظر کے بدلے میں اسے ایک حج مقبول کا ثواب نہ عطا فرماتے ہوں۔ چاہے وہ ایک دن میں سو مرتبہ ہی نظر ڈالے۔''

امانت میں خیانت

امانت کو مال غنیمت سمجھنے کا یہ مطلب ہے کہ امانت میں خیانت کی جائے۔ یہ بدترین قسم کی خصلت ہے۔ حدیث شریف میں منافق کی پہچان تین نشانیوں سے ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب اس کو امانت سونپی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔

دوستوں سے بھلائی

دوستوں سے تو بھلائی کی جائے اور والد پر ظلم کیا جائے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ والدین کی تو دعا لینی چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین دعائیں بلاشبہ قبول ہوتی ہیں: ''۱...... مظلوم کی دعا۔ ۲...... مسافر کی دعا۔ ۳...... والد کی دعا۔''

والد پر ظلم

اسلام میں والد کا بہت بلند مقام ہے۔ نہ صرف والد بلکہ والدہ کے بھی بڑے حقوق ہیں۔ اسلام حقوق والدین کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''بدنصیب ہے وہ شخص جسے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کا بڑھاپا ملا اور پھر بھی وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔'' حضرت امامہؓ فرماتے ہیں کہ: ''ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔''

مساجد میں شور وغل

مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ یہ تبلیغ کے مراکز ہیں۔ اگر یہ دنگا فساد اور شور وغل کی آماجگاہ بن جائیں تو یہ دین کے ساتھ بہت زیادہ ظلم اور زیادتی ہے۔ اگر انہی مراکز سے فرقہ واریت جنم لے تو اس سے دین کی جڑیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔

قوم کے سردار

اگر رذیل ترین اشخاص قوم کے سردار اور لیڈر بن جائیں تو یہ بہت بڑی بدبختی ہے۔

افراد کی عزت

معاشرے میں وہ اشخاص دراصل قابل احترام ہوتے ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہوں۔ لیکن معاشرے کے افراد اگر آدمی کی عزت اس کی برائی کی وجہ سے کرنے لگیں تو حرماں نصیبی ہے۔

منشیات کا استعمال

شراب نوشی اور منشیات کا کھلم کھلا استعمال قوم کی بربادی ہے۔ اس سے قوم کا اخلاق بگڑ جاتا ہے۔

ریشمی لباس کا استعمال

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم بیبیوں کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑا تھا۔ اگر کبھی اس کے خلاف ان کے جسم پر دنیوی آرائش کے سروسامان نظر آتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو منع فرماتے۔ تمام اہل وعیال کو ممانعت تھی کہ وہ پرتکلف ریشمی لباس اور سونے کے زیور استعمال کریں۔

آلات موسیقی کا استعمال

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ: ''گانے والی

لونڈیاں عزت سے دیکھی جائیں گی؟۔'' آج کل ایسی لڑکیوں یا خواتین کے لئے آرٹسٹ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اورانہیں معاشرہ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔انہیں باقاعدہ انعامات وراایوارڈوں سے نوازا جاتا ہے۔

گانے والی لڑکیوں کی فراہمی

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص گانے والی لونڈی کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سنے گا قیامت کے روز اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔'' اس زمانے میں گانے بجانے کی ثقافت تمام تر لونڈیوں کی بدولت زندہ تھی اور موجودہ دور کی طرح آزاد عورتیں اس وقت تک آرٹسٹ نہ بنی تھیں۔

اگلوں پر لعن طعن

اگر موجودہ وقت کے لوگ اگلے لوگوں پر یا سابقہ امتوں پر لعن طعن شروع کر دیں تو یہ بھی انتہائی قابل افسوس امر ہے۔

پاکستانی معاشرے کی اصلاح

اس حدیث شریف کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستانی معاشرے کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

۱...... سرکاری اموال کا ناجائز استعمال ہو رہا ہے۔اس ضمن میں تنخواہیں بڑھائی جائیں۔اس پر سختی کی جائے۔

۲...... زکوۃ کی وصولی کا نظام بہتر بنایا جائے۔اس نظام سے کفالت عامہ ہوسکتی ہے۔

۳...... ماں باپ کے حقوق پر سکولوں اور کالجوں نیز عوام میں سیمینار کرائے جائیں۔نیز اسلام کے حقوق العباد کے تصور کو اجاگر کیا جائے۔

۴...... مساجد میں فرقہ واریت کی لہر کو روکنے کے لئے ضابطہ اخلاق پر علمائے کرام کو پابند کیا جائے۔

۵...... منشیات کے استعمال اور خرید وفروخت کی سزا سعودی عرب اور ایران کی طرح سزائے موت ہو۔ قوم اس لعنت اور عذاب میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔

۶...... عریانی اور فحاشی کے خلاف قوانین بنائے جائیں۔اسلام کے پردے کے احکام نافذ ہوں۔

۷...... موسیقاروں اور آرٹسٹوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جاچکا ہے۔لیکن تا حال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

حضرت مولانا ابوبکر صدیق کمالوی کا سانحہ ارتحال!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

۸ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ نومبر ۲۰۰۶ء کو نوجوان عالم دین حضرت مولانا ابوبکر صدیق کمالیہ میں فجر کی آذان کے ساتھ ہی انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ابوبکر صدیق ۱۳۹۲ھ (۱۹۷۲ء) میں حضرت مولانا محمد اختر صدیقی مہتمم جامعہ نعمانیہ کمالیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم، حفظ اور مشکوٰۃ تک تمام کتب جامعہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ میں اپنے والد گرامی حضرت مولانا محمد اختر صدیقی اور دوسرے اساتذہ سے پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف جامعہ ربانیہ پھلور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہ کے ہاں کیا۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔

دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد مولانا ابوبکر صدیق کو اللہ رب العزت نے حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور کیا۔ موصوف نے دینی علوم کے ساتھ عصری تعلیم بی اے تک حاصل کی اور گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج کمالیہ سے اوٹی کا کورس بھی کیا۔ جامعہ نعمانیہ میں سالہا سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۴۲۲ھ سے جامعہ نعمانیہ کے شعبہ بنات میں دورہ حدیث کے دیگر اسباق کے علاوہ بخاری شریف بھی پڑھانے کی چھ سال اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی۔ مقدر دیکھو کہ اس سال اختتام بخاری کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے بخاری شریف پڑھانے پر مبارکباد عنایت فرمائی۔

(حضرت مولانا محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کو متواتر گزشتہ چند سالوں سے کئی صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ پہلے آپ کی اہلیہ کا وصال ہوا۔ کچھ عرصہ بعد مولانا ابوبکر کی اہلیہ مولانا محمد اختر کی بہو کا انتقال ہوا۔ حق تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائیں۔) مولانا ابوبکر صدیق کی اہلیہ کا ۱۴۲۲ء میں انتقال ہوا۔ مرحومہ سے چھوٹی اولاد تھی۔ ان کو سنبھالنے اور خود مولانا کی نوعمری کے باعث اہلیہ مرحومہ کی ہمشیرہ سے عقد ثانی کیا۔ گھر کا ماحول ایک دفعہ پھر سنبھلا۔ لیکن خود ان کا وقت موعود آگیا۔

بہانہ یوں بنا کہ کچھ عرصہ سے معدہ کے السر کا مرض لاحق ہوگیا۔ امسال عید الفطر کے بعد ہومیو پیتھک علاج سے معدہ کا السر ٹھیک ہوگیا۔ وفات سے عشرہ قبل صحت کے شکرانے میں تمام طلباء کی دعوت کی۔ فوتگی کے دن طبیعت بظاہر ٹھیک تھی۔ رات کو لیٹے اور فجر کے وقت مسجد میں امامت نماز کی حاضری کی بجائے معبود حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ حق تعالیٰ ان کی روح پرفتوح پر اپنی رحمتوں کی موسلادھار بارش نازل فرمائیں۔ بہت ہی صالح، متواضع، خدمت گزار، ذی وجاہت عالم دین تھے۔ دین و دنیا کے علوم کے مجمع البحرین تھے۔ بہت مختصر وقت میں بہت زیادہ کام کرنے کی اللہ تعالیٰ

نے توفیق بخشی۔ اپنے والد گرامی حضرت مولانا محمد اختر صاحب کی تمام تمناؤں کو ان کی ہدایات کی روشنی میں مکمل کیا۔ ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ بہت خوبصورت قرآن مجید پڑھتے تھے۔ غرض خوبیوں کا حسین گلدستہ تھے۔ اپنی علمی و عملی خوبیوں کے باعث ہر شخص کی آنکھ کا تارا تھے۔ مزاجاً منتظم تھے۔ جس کام کو ہاتھ میں لیتے احسن انداز میں بتوفیق الٰہی پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے۔

اسی دن آپ کا جنازہ ہوا جو آپ کے بوڑھے والد گرامی حضرت مولانا محمد اختر صدیقی مدظلہ نے پڑھایا۔ جنازہ میں شرکت کے لئے شہر ہی نہیں پورا علاقہ امڈ آیا۔ جس نے ان کی وفات کی خبر سنی اس نے اسے ذاتی صدمہ قرار دیا۔ جنازہ میں علماء، حفاظ، خطباء، آئمہ اور طلباء کی بھی بھرپور حاضری تھی۔ ہر شعبہ حیات کے لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ اٹھا اور دھوم سے اٹھا۔ مرکزی عیدگاہ مکمل طور پر بھر گئی۔ پسماندگان میں اہلیہ، دو معصوم بیٹے اور ایک ننھی بیٹی کو چھوڑا۔ والد گرامی، بھائی، بہنیں سب سوگوار اور خود رب کریم کے حضور سرخرو ہو گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا محمد اختر صدیقی کے اس غم میں برابر کی شریک غم ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی اولاد کے حامی و ناصر ہوں اور مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ

تاریخ و تذکرہ خانقاہ مظہریہ دہلی: تصنیف: جناب محمد نذیر رانجھا: صفحات: ۴۵۶: قیمت: دوصد روپے:

ناشر: جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور!

سلسلہ تصوف نقشبندیہ کے عظیم شیخ، شیخ المشائخ حضرت خواجہ مظہر جان جاناں شہیدؒ کی خانقاہ عالیہ مظہریہ دہلی کے حالات و واقعات، آپ کے خلفاء اور ان کی سرگزشت پر جامع انسائیکلو پیڈیا جناب محمد نذیر رانجھا نے مرتب کر کے اپنی تحقیقی روایات کو زندہ رکھا۔ اللھم زد فزد!

اس سے قبل ان کے قلم حقیقت رقم سے ۲۸ کتب و رسائل منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ ان پہ یہ اضافہ نور علی نور کا مصداق ہے۔ خانقاہی نظام سے علم و عمل کی بہار وابستہ ہے۔ خانقاہوں کے بغیر فقط علم خشکی ہے۔ علم و عمل، شریعت و طریقت لازم و ملزوم ہیں۔ جسے جسم و روح سے بھی آپ صحیح تعبیر کر سکتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ جمعیۃ علمائے اسلام کے رہنما حضرت مولانا محمد ریاض خان درانی کو جزائے خیر دیں کہ انہوں نے خانقاہی نظام پر پے در پے کتب شائع کر کے اسلامیان برصغیر پر احسان کیا۔ ورنہ تصوف و احسان تو اب قصہ پارینہ بنتا جا رہا ہے۔ جن اکابر سے خانقاہی آبرو میں خم دم باقی ہے اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھیں۔ مرتب و ناشر ڈھیروں شکریہ کے مستحق ہیں۔ کتاب مطالعہ کے لائق اور تمام تاریخی خوبیوں کی حامل ہے۔

قسط نمبر 3

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات کے جوابات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری

قارئین اور خصوصاً قادیانی بتلائیں کہ غلامی کی لعنت کو رواج دینے والے مسلمان ہیں؟ یا ان کے آقا عیسائی؟ اسلام میں غلامی کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ مسلمان فوج کفار سے جنگ کرے اور کفار مرد و خواتین گرفتار ہو کر آئیں تو انہیں غلام و لونڈی بنالیا جائے اور بس۔ اس کے علاوہ اسلام نے دوسری تمام صورتوں کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو اس صورت میں بھی غلامی کا طوق کفار نے اپنے گلے میں خود ہی ڈالا ہے، ورنہ پیغمبر اسلام کی مسلمان فوجیوں کو یہ ہدایت تھی کہ: کسی علاقہ کے فتنہ پرور کفار سے جہاد کے وقت عین میدان کارزار میں بھی پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے، مان جائیں تو فبہا، ورنہ دوسرے نمبر پر ان کو کہا جائے کہ بے شک تم اپنے مذہب پر رہو، مگر اسلامی مملکت کے پُرامن شہری بن کر رہو، اور اسلامی حکومت کو جزیہ اور ٹیکس دیا کرو، چنانچہ اگر وہ اس کے لئے راضی ہو جائیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر فرض ہے۔ جزیہ دینے کے باوجود بھی اگر کسی مسلمان نے ان کے ساتھ زیادتی کی تو پیغمبر اسلام ﷺ کا فرمان ہے کہ:

”الا من ظلم معاهداً او تنقصه او كلفه فوق طاقته او اخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فانا حجيجه يوم القيامة ۔ ابوداؤد ص:۷۷ ج:۲ “

یعنی کل قیامت کے دن میں اس غیر مسلم ذمی کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں زیادتی کرنے والے مسلمان کے خلاف اس غیر مسلم کے وکیل صفائی کا کردار ادا کروں گا۔

گویا اس سے واضح ہوا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے کفار و مشرکین کی حریت و آزادی قدغن لگانے اور ان کو غلام بنانے کی بحتی الامکان ممانعت فرمائی ہے، لیکن اگر کوئی کوتاہ قسمت غیر مسلم، اسلام کی طرف سے دی گئی ان لازوال سہولیات سے فائدہ نہیں اٹھاتا، تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ خود ہی اپنی حریت و آزادی کا دشمن اور اسے ختم کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی بادشاہ یا حکومت نے اعلان کیا ہو کہ جو شخص ناحق قتل اور ڈاکہ زنی کا مرتکب پایا گیا۔ اُسے زندگی بھر جیل میں رہنا ہوگا۔ اب اگر کوئی بدنصیب حکمِ شاہی کے علی الرغم ان جرائم کا مرتکب پایا جائے اور حکومت اُسے عمر قید کی سزا سنادے تو اس سزا کا ذمہ دار وہ مجرم ہے یا حکومتِ وقت؟ کیا ایسی صورت میں حکومت قابل ملامت ہے یا وہ مجرم؟۔

بہر حال غلامی کا رواج تو پہلے سے ہی تھا' اب مسلمانوں کے سامنے دو شکلیں تھیں' یا تو وہ بھی جنگ میں گرفتار ہو کر آنے والے قیدیوں کو سابقہ ظالم اقوام کی طرح یکسر قتل کر دیتے' یا انہیں زندہ رکھ کر ان کو دنیا کی زندگی سے نفع اٹھانے اور آخرت کے معاملہ میں غور و فکر کا موقع دیتے! ظاہر ہے کہ دوسری صورت ہی قرین عقل و قیاس ہے۔

پھر غلاموں کو زندہ رکھ کر یا تو یورپی اقوام کی طرح ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا' یا پھر انہیں مسلم معاشرہ کا حصہ بنتے' مسلمانوں میں شادی بیاہ کرنے اور اسلامی معاشرہ کی لازوال خوبیوں سے سرفراز ہونے کا موقع فراہم کیا جاتا۔ چنانچہ اسلام نے غلاموں کے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکاح کے معاملہ میں مسلمان غلاموں کو مشرکین پر اور مسلمان لونڈیوں کو کافر و مشرک خواتین پر ترجیح دی۔ (البقرہ:۲۲۱'۲۲۲) اور ان کے حقوق بھی متعین فرمائے۔

عیسائیوں اور قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ مسلمان' لونڈیوں کے ساتھ بلا نکاح جنسی تعلقات کیوں قائم کرتے ہیں؟۔

اگر کوئی مسلمان یہ اعتراض کرتا تو شاید قابل سماعت ہوتا' مگر وہ لوگ' جن کی جنسی بے راہ روی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو' جن کے ہاں نکاح کی بجائے زنا کاری و بدکاری کو قانونی تحفظ حاصل ہو اور جن کے بڑے' چھوٹے اس بلا میں گرفتار ہوں' ان کو اس اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے؟ بہر حال ہم اس کا بھی جواب دیئے دیتے ہیں:

الف...... ہم نے گزشتہ صفحات میں بائبل کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ:''لابن نے اپنی لونڈی زلفہ' اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کر دی کہ اس کی لونڈی ہو۔'' اسی طرح:''اور لیاہ کی لونڈی زلفہ کے بھی یعقوب سے ایک بیٹا ہوا۔'' بتلایا جائے اس میں لونڈی سے نکاح کا کہاں تذکرہ ہے؟ ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں وارد اس تصریح میں کہ: سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھیں۔ (سلاطین:۱۱۔۳) میں بیویوں اور کنیزوں میں فرق کیوں کیا گیا؟ اور کنیزوں سے ان کے نکاح کا کہاں تذکرہ ہے؟۔

ب...... غلام اور لونڈیاں جب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئیں تو ظاہر ہے ان کا اپنے اپنے سابقہ ملک وقوم اور رشتہ داروں سے تعلق منقطع ہو گیا' اب یا تو انہیں یوں ہی جنگی قیدیوں کی طرح زندگی بھر اذیت میں رکھا جائے اور ان کے جنسی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے...... جو بالکل ناجائز اور ظلم ہوگا...... یا پھر انہیں بدکاری و زنا کاری کی اجازت دے دی جائے' جس سے شاید ان کی جنسی تسکین تو ہو جائے گی' مگر اس سے جہاں ان کی دنیا و آخرت برباد ہوگی اور وہ معاشرہ پر بدنما داغ ہوں گے' وہاں وہ مسلم معاشرہ میں گندگی' غلاظت اور معاشرتی بے راہ روی کا ذریعہ بھی بنتے' اس لئے اسلام نے تباین دارین (مسلم و کافر ملک کے درمیان دوری) کو طلاق یا بیوگی کے قائم مقام تصور کرتے ہوئے استبراء رحم (رحم کی صفائی) کا حکم دے کر لونڈیوں کے مالکوں کو حکم دیا کہ یا تو ان کا کسی اچھی جگہ عقد نکاح کر دیا جائے یا پھر حق ملکیت کی بنا پر ان کی جنسی تسکین کا خود انتظام کریں' اس سے جہاں ان کی فطری ضرورت پوری ہوگی' وہاں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آقا اور مالک اپنی باندی اور مملوکہ سے گھر کے تمام کاموں میں امداد لے گا اور ساتھ ہی اس کے ساتھ ہم بستر ہوگا تو نفسیاتی طور پر باندی کی حیثیت بالکل ایک خادمہ اور اجنبیہ کی سی نہیں رہے گی' بلکہ وہ اس کے ساتھ ایک گونہ انسیت و

محبت محسوس کرے گا اور یہ احساس مالک و مملوکہ کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کا باعث ہوگا' پھر اگر اس باندی سے بچہ بھی پیدا ہوگیا تو یہ ام ولد یعنی اس کے بچوں کی ماں بن جائے گی اور مالک کی موت پر وہ آزاد ہو جائے گی' جس سے معلوم ہوا کہ مالک کے باندی سے اس جنسی تعلق کا سراسر فائدہ باندی ہی کو ہے اور اس کے حق میں ہی مفید ہے' کیونکہ اس سے باندی کی آزادی کی ایک راہ نکلتی ہے اور وہ اپنے آقا و مالک کے گھر میں گھر کی مالکہ کی حیثیت سے رہنے کی حق دار ہوگی۔

بتلایا جائے عیسائی معاشرہ کسی باندی کے ساتھ اس حسن سلوک کا روادار ہے؟..... نہیں' قطعاً نہیں ...... بلکہ وہ تو اپنی منکوحہ کو بھی داشتہ کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ آج مغرب اور مغربی معاشرہ میں نکاح پر زنا کو ترجیح حاصل ہے۔

ج..... غلام اور باندی کے اپنے آقا و مالک کے ساتھ رہنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ان کے اخلاق کی تربیت ہوگی اور ان کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنے گا' یہی وجہ ہے کہ سوائے چند استثنائی صورتوں کے' مسلمانوں کے پاس آنے والے کافر و مشرک غلاموں اور لونڈیوں میں سے نہ صرف یہ کہ سب مسلمان ہوگئے بلکہ ان میں سے بہت سے حضرات کو مسلمانوں کی ریاست و امارت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ' جو جیش اسامہ کے امیر تھے' ایک غلام زادہ تھے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نمائندہ اور شاہ مصر کے دربار میں جانے والے وفد کے سردار حضرت عبادہؓ' حبشی اور غلام تھے' اس کے علاوہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس کی فتح کے موقع پر اپنے غلام کو سواری پر سوار کرکے' اس کی سواری کے ساتھ ساتھ بھاگنا' کیا اس بات کی کافی دلیل نہیں کہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے غلاموں کے بارہ میں مسلمانوں کو ہدایات اور ان کے حقوق کی پاسداری کی خصوصی تلقین فرمائی تھی' جس سے ان کی حیثیت بلاشبہ کسی آزاد سے کچھ کم نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض غلاموں کو جب ان کے مالکوں کی طرف سے آزادی کی اطلاع ملتی تو وہ بجائے خوش ہونے کے اس پر روتے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جب ان کے والدین تلاش کرتے کرتے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے ان کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی اور آپؐ نے ان کو والدین کے ساتھ جانے اور نہ جانے کا اختیار دے دیا تو انہوں نے آزادی اور والدین کے ساتھ جانے پر غلامی اور حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح نہیں دی؟ کیا اب بھی عیسائیوں' قادیانیوں کو مسلمانوں کے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک پر اعتراض کا حق ہے؟

۶...... ''مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کو جہاد قرار دے کر اسے اسلام کا پانچواں بنیادی رکن بنانے کی سزا ماضی کے لاکھوں کروڑوں معصوم انسان بے شمار جنگوں کے نتیجے میں اپنی جان مال سے محروم ہوکر بھگت چکے ہیں اور عراق' افغانستان جنگ کی شکل میں آج بھی بھگت رہے ہیں' آخر اس ''جہاد'' کو بذریعہ اجتہاد ''جارحیت'' کے بجائے ''دفاع'' کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟''

جواب...... اس سوال کا جواب کسی قدر چوتھے سوال کے جواب کے ضمن میں آچکا ہے اور ثابت کیا جاچکا ہے کہ جہاد کا حکم حضرت محمد ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

نیز یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ اسلام نے جہاد کا حکم کفر و شرک کے فتنہ کے استیصال کے لئے دیا ہے اور یہ عقل و

انصاف کے عین مطابق ہے اگر دنیا کے دو پیسے کے حکمران اپنی مخالفت اور بغاوت کرنے والوں کی سرکوبی ان کے فتنہ کو ختم کرنے اور اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہا سکتے ہیں تو مالک ارض وسما کی ذات جس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی طاعت وعبادت کے لئے پیدا فرمایا تھا اگر وہ (جن وانس) اس سے بغاوت کا ارتکاب کریں تو کیا اس ذات کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے نمائندوں اور اپنی سپاہ کے ذریعہ ان کی سرکوبی کرے؟ اسلامی جہاد کے نام پر نام نہاد قتل وغارت گری کا طعنہ دینے والوں کو شاید یہ یاد نہیں رہا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی پوری ۲۳ سالہ نبوی تاریخ گواہ ہے کہ اس عرصہ میں صرف ساڑھے تین سو مسلمان شہید ہوئے اور اس سے کچھ زیادہ کفار بھی کام آئے نامعلوم اس کے مقابلہ میں ان کو اسلام دشمنوں کی انسانیت کشی کی تاریخ کے سیاہ کارنامے کیوں بھول جاتے ہیں؟ اور انہیں یہ کیوں یاد نہیں رہتا کہ مسلمانوں کو دہشت گرد اور جہاد کو دہشت گردی کہنے والے درندوں نے کس قدر انسانوں کو تہ تیغ کیا ہے؟۔

ہیروشیما' ناگاساکی میں لاکھوں انسانوں کا قتل عام' بوسنیا ہرزیگووینا میں مختصر سے عرصہ میں پانچ لاکھ انسانوں کو موت کی نیند سلانا' فلسطین' بیروت' افریقہ' افغانستان' عراق اور لبنان کی حالیہ تباہی' کن کے ہاتھوں ہو رہی ہے؟۔

قادیانیو! اپنے آقاؤں سے پوچھو کہ اس وقت روس' امریکا اور دنیا بھر کی عیسائیت و یہودیت کون سے جہاد کے نام پر انسانیت کشی کا کارنامہ انجام دے رہی ہے؟۔

کیا جرمنی کے ہٹلر کی انسان کشی بھی جہاد کے نام پر تھی؟ اسی طرح ویتنام اور وسط ایشیا میں آدم دشمنی کس نے کی؟ کیا اس کو بھی اسلام اور اسلامی جہاد کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟۔

قادیانیو! اگر تمہارے اندر ذرہ بھر شرم وحیا کی رمق اور انسانیت سے خیر خواہی ہے تو ڈوب مرو' اور جہاد کو مطعون کرنے کے بجائے اپنے آقاؤں سے کہو کہ انسانیت کشی کے اس بدترین کھیل سے باز آجائیں۔

دیکھا جائے تو جہاد کا مقدس فریضہ ایسے ہی درندوں کو سبق سکھانے اور ان کی راہ روکنے کا موثر ذریعہ ہے' مگر چونکہ تمہارے آقاؤں نے کہا کہ یہ دہشت گردی ہے' اس لئے تم اور تمہارے باوا مرزا غلام احمد قادیانی اس کو حرام قرار دینے کے لئے گزشتہ سو سال سے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرنے میں مصروف ہو۔

مگر میرے آقا کا فرمان ہے کہ: ''الجهاد ماض الی یوم القیمة . مجمع الزوائد ص:۱۰۶' ج:۱ '' (جہاد قیامت تک جاری رہے گا) اور اس کے ذریعہ مسلمان' عیسائیوں اور قادیانیوں کی راہ روکتے رہیں گے۔

۷...... ''حضرت محمد نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی کیوں قرار دی؟''

جواب...... یہ اعتراض بھی قادیانیوں کی دنائت' سفاہت' جہالت اور لاعلمی بلکہ ان کی کوڑھ مغزی کا منہ بولتا ثبوت ہے' اس لئے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کی آدھی گواہی کا حکم حضرت محمد مصطفی ﷺ نے نہیں' بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' دوسرے لفظوں میں یہی حکم الٰہی ہے' چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ''واستشهدوا شهیدین من رجالکم' فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذکر احداهما الاخریٰ . البقرہ:۲۸۲ ''

ترجمہ..... ''اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں' تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری۔''

بلاشبہ اللہ تعالیٰ' مردوں اور عورتوں کے مالک و خالق ہیں اور وہ ان کی ظاہر و پوشیدہ صلاحیتوں' عقل و شعور اور حفظ و اتقان کو خوب جانتے ہیں' جب انہوں نے ہی عورت کی گواہی مرد کے مقابلہ میں آدھی قرار دی' تو کسی ایسے انسان کو' جو اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک مانتا ہو' یا کم از کم اس کی ذات کا قائل ہو' اس حکم الٰہی پر اعتراض کا کوئی حق نہیں' ہاں اگر کوئی منکر خدا اور دہریہ اس حکم الٰہی پر اعتراض کرتا تو ہم اس کا جواب دینے کے مکلف ہوتے۔

چونکہ قادیانیوں اور ان کے روحانی آباؤ اجداد' عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کا دعویٰ ہے' اس لئے ہم ان سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات پر اعتراض کرنے کی بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم پر اعتراض کریں اور زندقہ کے شیش محل سے باہر نکل کر سامنے آئیں' تاکہ لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ قادیانیوں کا اللہ کی ذات اور قرآن کریم پر کتنا ایمان ہے؟ اور ان کے دعویٰ ایمان و اسلام کی کیا حقیقت ہے؟۔

بلاشبہ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ قادیانی' زہر کا پیالہ پینا تو گوارا کرلیں گے مگر اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرسکیں گے۔ رہی یہ بات کہ عورت کی گواہی مرد کی نسبت آدھی کیوں قرار دی گئی؟ اور اس کی کیا حکمت و مصلحت ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس کی حکمت و مصلحت قرآن و حدیث دونوں میں مذکور ہے' چنانچہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت میں صراحت و وضاحت کے ساتھ اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: ''ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ . البقرہ: ۲۸۲'' ترجمہ:..... ''تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری۔''

جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خواتین عدالتی چکروں کی متحمل نہیں ہیں' ان کی اصلی وضع گھر گرہستی اور گھریلو ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے ہے' اس لئے عین ممکن ہے کہ جب عورت عدالت اور مجمع عام میں جائے تو گھبرا جائے اور گواہی کا پورا معاملہ یا اس کے کچھ اجزاء اسے بھول جائیں' اس لئے حکم ہوا کہ اس کے ساتھ دوسری خاتون بطور معاون گواہ رکھی جائے تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے۔

۲..... عورتیں عام طور پر مردوں کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہیں' ان کے دماغ میں رطوبت کا مادہ زیدہ ہوتا ہے' اس لئے ان سے نسیان بھی زیادہ واقع ہوتا ہے' اور وہ بھول بھی جاتی ہیں' یہ ایک انسانی فطرت ہے' ورنہ بعض عورتیں بڑی ذہین بھی ہوتی ہیں' اور بعض عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص صلاحیت بخشی ہوتی ہے' جس کی وجہ سے وہ بعض اوقات مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ذہین بھی ثابت ہوتی ہیں' تاہم عام فطرت اور اکثریت کے اعتبار سے چونکہ عورت کا مزاج ''اعصابی'' ہوتا ہے' اس لئے وہ اکثر بھول جاتی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دماغی کیفیت ہی ایسی بنائی ہے' لہٰذا دو عورتوں کو ایک مرد کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے۔

۳..... عورتوں کے نقصان عقل کی تائید آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے' جو آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا:

''ما رأيت من ناقصات عقل و دين اغلب لذي لب منكن قالت: يا رسول الله وما نقصان العقل والدين؟ قال: اما نقصان العقل فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل فهذا نقصان العقل وتمكث الليالي ما تصلي وتفطر في رمضان فهذا نقصان الدين'' (صحیح مسلم ص:۶۰ ج:۱)

ترجمہ:... ''میں نے عقل اور دین کے اعتبار سے ناقصات میں سے ایسا کوئی نہیں دیکھا' جو تم میں سے صاحب عقل کی عقل کو گم کر دے؟ ایک خاتون نے عرض کیا: ہم ناقص عقل و دین کیوں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: عورت کے نقصانِ عقل کی وجہ یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے' اور اس کے نقصانِ دین کی وجہ یہ ہے کہ وہ (مہینہ کے) کچھ دنوں اور راتوں میں نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتی۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی شہادت کا ایک مرد کے برابر ہونا تو حکم الٰہی ہی ہے' البتہ اس کی حکمت آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ یہ ان کے نقصانِ عقل کی بنا پر ہے' دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ نے یہ وجہ اپنی طرف سے ارشاد نہیں فرمائی بلکہ دراصل یہ قرآن کریم کی آیت: ''ان تضل احدٰہما فتذکر احداہما الاخریٰ'' کی تفسیر و تشریح ہے۔

لہٰذا جو لوگ عورت کی گواہی کے مسئلہ پر یہ اشکال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلہ میں نصف کیوں ہے؟ دیکھا جائے تو وہ لوگ حکم الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔

شاید کچھ لوگوں کو یہ خیال ہو کہ خواتین ایسی نہیں ہوتیں' بلکہ ان کو سب باتیں خوب یاد رہتی ہیں' تو وہ گواہی کے معاملہ میں کیوں بھول سکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ تجربہ سے ثابت ہے کہ عموماً خواتین باتونی تو ہوتی ہیں' مگر وہ ادھر ادھر کی باتیں خوب یاد رکھتی ہیں' لیکن اصل بات اور معاملہ کی جزئیات بھول جاتی ہیں۔

۴:... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے عورت کی آدھی گواہی کے سلسلہ میں ایک عجیب و غریب نقطہ ارشاد فرمایا ہے' چنانچہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''عجب نہیں کہ مجموعہ بنی آدم میں اول سے لے کر آخر تک دو تہائی عورتیں اور ایک تہائی مرد ہوں اور حکم ازلی نے باعتبار جہت تقابل کے بھی وہی حساب ''للذكر مثل حظ الانثيين'' بٹھا کر ایک مرد کو دو عورتوں کے مقابل رکھا ہو۔'' (تفسیر معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص:۴۲۵ ج:۱)

چنانچہ اگر اول سے آخر تک کی مردوں اور عورتوں کی تعداد کا کسی کو استحضار نہ بھی ہو تو دنیا بھر میں موجودہ عورتوں کی تعداد سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے' اس لئے کہ آج دنیا بھر میں عورتیں مردوں کی نسبت بہت ہی زیادہ ہیں' اور غالباً اسی تناسب سے اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی اور وراثت کو ایک مرد کے برابر رکھا ہے۔

ان تصریحات و تفصیلات کی روشنی میں واضح ہو جانا چاہئے کہ مرد کی نسبت عورت کی آدھی گواہی کا معاملہ کسی مسلمان کا خانہ زاد یا آنحضرت ﷺ کا وضع فرمودہ نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے' اب جس کو اس پر اعتراض کرنا ہو وہ ذات

الٰہی سے ٹکر لے اور اللہ تعالیٰ سے خود ہی نمٹے۔

۸..... ’’والدین کی جائیداد سے عورت کو مرد کے مقابلے میں آدھا حصہ دینے کا کیوں حکم دیا؟ کیا عورت مرد کے مقابلے میں کمتر ہے؟‘‘

جواب..... یہاں بھی یہ امر پیش نظر رہنا چاہئے کہ میراث میں مرد کے مقابلہ میں عورت کو آدھا حصہ دینے کا حکم آنحضرت ﷺ نے نہیں‘ بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے‘ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

’’للذکر مثل حظ الانثیین ۰ سورہ نساء: ۱۱ ‘‘ ترجمہ:..... ’’دو عورتوں کا حصہ ایک مرد کے حصہ کے برابر ہے۔‘‘

بہر حال قادیانیوں کو تقسیم میراث کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت میں مرد و زن کی مساوات کا راگ نہیں الاپنا چاہئے‘ بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی حق و انصاف پر مبنی تقسیم پر سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ یہ تو شاید قادیانیوں کو بھی معلوم ہوگا کہ انگریزی دور اقتدار میں خود اسی متحدہ ہندوستان میں یہ قانون رائج و نافذ تھا کہ خواتین حق وراثت سے محروم تھیں‘ اور وراثت کی جائیداد اور زمین وغیرہ ان کے نام منتقل نہیں ہو سکتی تھی‘ دور کیوں جایئے! اسی انگریزی قانون کی وجہ سے میرے حقیقی دادا کی جائیداد سے میری پھوپھیاں تک محروم رہیں ..... جنہیں ہندوستان کی آزادی اور قیام پاکستان کے بعد ان کا شرعی حصہ دیا جا سکا۔

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ قادیانیوں اور ان کے سرپرست عیسائیوں کو بھی اس ظالمانہ قانون کے خلاف آواز اٹھانے کی بھی توفیق ہوئی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں! تو انہیں اسلام کے عدل و انصاف پر مبنی قانون وراثت پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟۔

رہی یہ بات کہ اسلام نے خواتین کو وراثت میں مردوں کے مقابلہ میں آدھا حصہ کیوں دیا؟ اور اس کی کیا حکمت ہے؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

۱..... مرد عورتوں پر حاکم ہیں‘ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے‘ چنانچہ اسی فضیلت کی وجہ سے مردوں کا حصہ دہرا اور خواتین کا حصہ اکہرا ہے۔

۲..... اسی کے ساتھ ہی مردوں کے دہرے حصہ کی وجہ یہ بھی ارشاد فرمائی گئی ہے کہ مرد عورتوں پر خرچ کرتے ہیں‘ جبکہ عورتیں‘ مردوں پر خرچ نہیں کرتیں‘ اس لئے مردوں کو دہرا دیا گیا‘ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ’’الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم ۰ النساء: ۳۴‘‘

ترجمہ:..... ’’مرد حاکم ہیں عورتوں پر‘ اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال۔‘‘

یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر ان کی ضرورتوں کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ گویا مردوں کو دہرا حصہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کے ذمہ خرچہ نفقہ ہے اور عورت کے ذمہ کسی قسم کا کوئی نفقہ خرچہ نہیں۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو عورت کو جو کچھ ملتا ہے وہ صرف اور صرف اس کا ذاتی جیب خرچ ہے اور اس کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہے' بلکہ اگر غور کیا جائے تو عورت کو مرد کی نسبت کہیں زیادہ ملتا ہے' اس لئے کہ خاتون جب تک نابالغ ہو' اس کا نفقہ خرچہ باپ' دادا' چچا' بھائی وغیرہ یا ان میں سے کوئی نہ ہو تو بیت المال کے ذمہ ہے' جب وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح ہو جائے' تو اس کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ ہو جاتے ہیں' نکاح کے موقع پر اسے جو حق مہر ملتا ہے' وہ بھی خالص اس کا جیب خرچ ہوتا ہے' اسی طرح باپ کی وفات پر اسے اپنے بھائیوں کی نسبت جو نصف جائیداد ملتی ہے وہ بھی اس کی ذاتی ملکیت اور جیب خرچ ہوگی' اگر اولاد ہو جائے اور شوہر کا انتقال ہو جائے تو شوہر کی جائیداد سے ملنے والا آٹھواں حصہ بھی اس کی ذاتی ملکیت اور جیب خرچ ہی ہوگا' اسی طرح اگر کل کلاں بیٹے یا بیٹی کا انتقال ہو جائے تو ان کی جائیداد میں سے ملنے والا چھٹا حصہ بھی اس کی جیب ہی میں جائے گا' جبکہ اسلام نے عورت کو خرچ کرنے کا کہیں بھی ذمہ دار نہیں ٹھہرایا' اس کے مقابلہ میں مرد کی ذمہ داریوں اور اخراجات کو دیکھا جائے تو وہ ہر جگہ خرچ ہی خرچ کرتا ہوا نظر آتا ہے' مثلاً: نکاح کے وقت حق مہر کی ادائیگی' بیوی کا نان نفقہ' بوڑھے والدین' چھوٹی اولاد' چھوٹے اور یتیم بہن بھائیوں' سب کا نفقہ خرچہ اس کے ذمہ اور اس کے فرائض میں شامل ہے' اب عورت کے مقابلہ میں مرد کی میراث کے دوہرے حصہ پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ نفع میں عورت ہے یا مرد؟ عورت و مرد کی مذکورہ بالا ذمہ داریوں کے اعتبار سے بتلایا جائے کہ کس کا بینک بیلنس بڑھے گا؟ اور کون خرچ ہی خرچ کرتا رہے گا؟ کیا اب بھی اس تقسیم الٰہی پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق رہ جاتا ہے؟۔

9...... ''حضرت محمد نے خود نو شادیاں کیں اور باقی مسلمانوں کو چار پر قناعت کرنے کا حکم دیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟''

جواب...... آنحضرت ﷺ کے تعدد ازواج کے مسئلہ پر عموماً یورپ کے مستشرقین اپنے تعصب' نادانی اور جہل مرکب کی وجہ سے اعتراض کیا کرتے ہیں' بلاشبہ قادیانیوں نے بھی ان سے مرعوب ہو کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ان کے اعتراض کو اپنے الفاظ میں نقل کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے' اگر قادیانیوں کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے ذرہ بھر عقیدت کا تعلق ہوتا تو وہ ایسی دریدہ دہنی نہ کرتے' کیونکہ جس کو کسی سے محبت و عقیدت ہوتی ہے' اس کے بارہ میں وہ کسی اعتراض کے سننے کا روادار نہیں ہوتا' یہی وجہ ہے کہ جب قادیانیوں کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق سوز کردار پر بات کی جائے تو وہ اس کے سننے کے روادار نہیں ہوتے اور اگر بالفرض ان کو مرزا جی کی کتب سے ایسے حقائق کے حوالے

دکھائے جائیں تو وہ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ حوالہ چیک کرنے کے بعد بات کریں گے۔

بہر حال قادیانیوں کے اشکال کہ آنحضرت ﷺ کے لئے چار سے زائد شادیاں اور نکاح کیونکر جائز تھے؟ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ:

الف..... آنحضرت ﷺ کی ذات کو اپنی سطح پر رکھ کر نہیں سوچنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے امتیازی اوصاف و خصوصیات سے نوازا تھا' اگر آج کفار و مستشرقین کو آنحضرت ﷺ کی شادیوں پر اعتراض ہے تو ان کے آباؤ اجداد اور مشرکین مکہ کو آپ ﷺ کی بشریت' نبوت' معراج اور غیر معمولی کمالات پر بھی اعتراض تھا' لہٰذا ہمارے خیال میں آنحضرت ﷺ کی شادیوں پر اعتراض کرنے والے بھی دراصل آپ ﷺ کی ذات' صفات اور کمالات کے منکر ہیں' مگر براہ راست اس کا اظہار کرنے کی بجائے یورپی مستشرقین کی زبان میں عقلی احتمالات پیش کر کے اپنی معصومیت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

ب..... جہاں تک آنحضرت ﷺ کی چار سے زائد شادیوں کے جواز کا تعلق ہے' اس سلسلہ میں ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے نہایت عمدہ جواب لکھا ہے اور ممکنہ اشکالات کو خوبصورتی سے حل فرمایا ہے' لہٰذا اس عنوان پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت شہیدؒ ہی کا جواب نقل کر دیا جائے' جو درج ذیل ہے:

''الغرض نکاح کے معاملہ میں بھی آپ کی بہت سی خصوصیات تھیں اور بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا بھی آپ کی انہی خصوصیات میں شامل ہے' جس کی تصریح خود قرآن مجید میں موجود ہے۔''

حافظ سیوطیؒ ''خصائص کبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ: ''شریعت میں غلام کو صرف دو شادیوں کی اجازت ہے اور اس کے مقابلے میں آزاد آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے' جب آزاد کو بمقابلہ غلام کے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے' تو پھر آنحضرت ﷺ کو عام افراد امت سے زیادہ شادیوں کی کیوں اجازت نہ ہوتی۔''

متعدد انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہوئے ہیں جن کی چار سے زیادہ شادیاں تھیں' چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی سو بیویاں تھیں اور صحیح بخاری (ص:۳۹۵' ج:۱) میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو یا ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض روایات میں کم و بیش تعداد بھی آئی ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تطبیق کی ہے اور وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہاں تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں۔ (فتح الباری ص:۳۶۰)

بائبل میں اس کے برعکس یہ ذکر کیا گیا ہے کہ: سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھیں۔ (۱-سلاطین:۱۱-۳)

ظاہر ہے کہ یہ حضرات ان تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہوں گے اس لئے آنحضرت ﷺ کا نو ازواج مطہرات کے حقوق ادا کرنا ذرا بھی محل تعجب نہیں۔

آنحضرت ﷺ کی خصوصیات کے بارے میں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی اور ہر جنتی کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔ اس حساب سے آنحضرت ﷺ میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔ (فتح الباری ص:۳۷۸)

جب امت کے ہر مریل سے مریل آدمی کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو آنحضرت ﷺ کے لئے جن میں چار ہزار پہلوانوں کی طاقت ودیعت کی گئی تھی کم از کم سولہ ہزار شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے تھی۔

اس مسئلہ پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کرنا چاہئے کہ ایک داعی اپنی دعوت مردوں کے حلقہ میں بلا تکلف پھیلا سکتا ہے لیکن خواتین کے حلقہ میں براہ راست دعوت نہیں پھیلا سکتا' حق تعالیٰ شانہ نے اس کا یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر شخص کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے' جو جدید اصطلاح میں اس کی پرائیویٹ سیکریٹری کا کام دے سکیں اور خواتین کے حلقہ میں اس کی دعوت کو پھیلا سکیں ...... جب ایک امتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے یہ انتظام فرمایا ہے' تو آنحضرت ﷺ جو قیامت تک تمام انسانیت کے نبی اور ہادی و مرشد تھے' قیامت تک پوری انسانیت کی سعادت جن کے قدموں سے وابستہ کردی گئی تھی' اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و رحمت سے امت کی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لئے خصوصی انتظام فرمایا ہو تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ حکمت و ہدایت کا یہی تقاضا تھا۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی خلوت و جلوت کی پوری زندگی کتاب ہدایت تھی' آپ کی جلوت کے افعال و اقوال کو نقل کرنے والے تو ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین موجود تھے' لیکن آپ کی خلوت و تنہائی کے حالات امہات المومنین کے سوا اور کون نقل کرسکتا تھا؟ حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے ان خفی اور پوشیدہ گوشوں کو نقل کرنے کے لئے متعدد ازواج مطہرات کا انتظام فرمادیا' جن کی بدولت سیرت طیبہ کے خفی سے خفی گوشے بھی امت کے سامنے آگئے اور آپ کی خلوت و جلوت کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب بن گئی' جس کو ہر شخص ہر وقت ملاحظہ کرسکتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو کثرت ازواج اس لحاظ سے بھی معجزہ نبوت ہے کہ مختلف مزاج اور مختلف قبائل کی متعدد خواتین آپ کی نجی سے نجی زندگی کا شب و روز مشاہدہ کرتی ہیں اور وہ بیک زبان آپ کے تقدس و طہارت' آپ کی خشیت و تقویٰ' آپ کے خلوص و للّٰہیت اور آپ کے پیغمبرانہ اخلاق و اعمال کی شہادت دیتی ہیں' اگر خدانخواستہ آپ کی نجی زندگی میں کوئی معمولی سا جھول اور کوئی ذرا سی بھی کجی ہوتی تو اتنی کثیر تعداد ازواج مطہرات کی موجودگی میں وہ کبھی بھی مخفی نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ کی نجی زندگی کی پاکیزگی کی یہ ایسی شہادت ہے جو بجائے خود دلیل صداقت اور معجزہ نبوت ہے ...... یہاں

بطور نمونہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں، جس سے نجی زندگی میں آنحضرت ﷺ کے تقدس و طہارت اور پاکیزگی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ وہ فرماتی ہیں کہ: ''میں نے کبھی آنحضرت ﷺ کا ستر نہیں دیکھا اور نہ آنحضرت ﷺ نے کبھی میرا ستر دیکھا۔''

کیا دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ شہادت دے سکتی ہے کہ مدۃ العمر انہوں نے ایک دوسرے کا ستر نہیں دیکھا اور کیا اس اعلیٰ ترین اخلاق اور شرم و حیا کا نبی کی ذات کے سوا کوئی نمونہ مل سکتا ہے؟۔ غور کیجئے! کہ آنحضرت ﷺ کی نجی زندگی کے ان ''خفی محاسن'' کو ازواج مطہراتؓ کے سوا کون نقل کر سکتا ہے؟۔''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ص:۲۷۶، ج:۹)

۱۰..... ''شریعت محمدی میں مرد اگر تین بار طلاق کا لفظ ادا کر کے ازدواجی بندھن سے فوری آزادی حاصل کر سکتا ہے تو اسی طرح عورت کیوں نہیں کر سکتی؟۔''

جواب..... مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے، چنانچہ جسمانی ساخت سے لے کر ذہنی اور فکری استعداد تک وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسمانی و نفسیاتی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کو اسی حساب سے تقسیم فرمایا ہے، مثلاً خواتین جسمانی اعتبار سے کمزور اور نرم و نازک ہوتی ہیں، جبکہ مرد ان کے مقابلہ میں سخت جان اور محنت کش ہوتے ہیں، اس لئے شریعت مطہرہ اور اسلام نے خواتین کو بہت سی پُر مشقت ذمہ داریوں سے آزاد رکھا ہے، مثلاً: خواتین پر جمعہ نہیں، جماعت نہیں، جہاد نہیں، امامت نہیں، قیادت و سیادت نہیں، اور کسب معاش نہیں، اسی فطری اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے خواتین کو ماہواری آتی ہے، ان کو حمل ٹھہرتا ہے، وہ بچے جنتی ہیں، بچوں کو دودھ پلاتی ہیں، ان کی طبیعت میں مرد کی نسبت زیادہ متاثر ہونے کی استعداد و صلاحیت ہے، ان میں برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے، ان کو غصہ بہت جلدی آتا ہے اور وہ اپنی فطری ضرورت کی تکمیل کی خاطر ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے شریک حیات کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزارتی ہیں، وغیرہ۔ اس لئے مرد کو قوام و حاکم اور عورت کو اس کے ماتحت اور دست نگر کا درجہ دیا گیا۔

اسلام نے ان کی انہیں فطری صلاحیتوں کے باعث ان پر کم سے کم بوجھ ڈالا ہے، چنانچہ اسلام نے خواتین کو کسب معاش کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا، بلکہ اسے گھر کی ملکہ بنایا، گھر کی چار دیواری کے معاملات اس کے سپرد فرمائے اور گھر کی چار دیواری کے باہر تمام امور مرد کے ذمہ قرار دیئے، کسب معاش مرد کی ذمہ داری ہے، خاتون کے نان نفقہ، لباس، پوشاک، علاج معالجہ اور سکونت و رہائش کا انتظام بھی مرد کے ذمہ قرار دیا، اور ان دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق و ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرما کر فرمایا: ''ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ ۰ البقرہ: ۲۲۸ ''
یعنی ان خواتین کے حقوق بھی اسی طرح ہیں، جس طرح ان پر مردوں کے حقوق ہیں، معروف طریقہ کے ساتھ، اور مردوں کو

عورتوں پر ایک درجہ کی فضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو ہنگامۂ دنیا و بازار' تجارت' معاش' قیادت و سیادت اور حکومت و امامت کا ذمہ دار بنایا تو خواتین کو گھر میں رہتے ہوئے انسانیت سازی کا کارخانہ حوالہ کیا' اور فرمایا گیا: ''اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها و اطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة شاء ت ۔ مشكوٰة : ۲۸۱ ''یعنی عورت گھر میں رہ کر اپنے اللہ' رسول کے حقوق بجالائے' پانچ وقت کی نماز پڑھے' رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

مگر یورپ کے مستشرقین کو عورت کا یہ اعزاز' عزت و عظمت اور سکون و اطمینان برداشت نہیں' انہوں نے عورت کے حقوق کی پاسداری اور علمبرداری کی آڑ میں اس کو گھر سے نکال کر ہنگامہ بازار میں لا کھڑا کیا' انہوں نے اس بے چاری سے اپنی فطری خواہشات تو پوری کیں' مگر اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری سے جان چھڑانے کے لئے اسے بھی بازار و کارخانہ کی راہ دکھائی۔

چنانچہ انہوں نے اپنے انہی مذموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر عورت کو یہ راہ سجھائی کہ جس طرح ہمارا دل بھر جاتا ہے اور ہم عورت کو ٹھوکر مار کر گھر سے نکال دیتے ہیں' اسی طرح اگر عورت کا دل بھر جائے تو وہ بھی اپنی مرضی سے کسی دوسرے مرد کی راہ دیکھے' دیکھا جائے تو اس ''خیر خواہی'' کے پیچھے بھی عورت دشمنی کا یہ راز ہے کہ کل کلاں عورت کے اس دھتکارے جانے پر ہمیں کوئی مورد الزام نہ ٹھہرائے اور ہم نت نئی خاتون کو اپنی خواہش اور ہوس کا نشانہ بناتے پھریں' اس سے اپنی جنسی ضرورت پوری کریں اور اسے چلتا کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج یورپ و امریکہ میں زنا کو نکاح پر ترجیح دی جاتی ہے' کیونکہ نکاح کرنے کی صورت میں عورت' مرد کی جائیداد کی حق دار ہو جاتی ہے' جبکہ زنا کاری کی غرض سے ایک ساتھ رہنے میں مرد پر عورت کے کوئی حقوق نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ اس کی جائیداد میں حصہ دار ہوتی ہے' لہٰذا مرد جب چاہے اس کو دھکا دے کر فارغ کر سکتا ہے۔ کیا کبھی عورت کے حقوق کی دہائی دینے والوں نے عورت کے اس بدترین استحصال کے خلاف بھی آواز اٹھائی؟۔

جبکہ اسلام نے میاں بیوی کے نکاح کے بندھن کو زندگی بھر کا بندھن قرار دیا ہے' پھر چونکہ اندیشہ تھا کہ عورت اپنی فطری کمزوری' جلد بازی سے اس بندھن کو توڑ کر در در کی ٹھوکریں نہ کھائے' اس لئے فرمایا کہ اس معاہدۂ نکاح کے فسخ کا حق مرد کے پاس ہی رہنا چاہئے' چنانچہ اس عقد کو باقی رکھنے کے لئے خصوصی ہدایات دی گئیں اور فرمایا گیا کہ اگر خدانخواستہ خواتین کی جانب سے ایسی کسی کمی کوتاہی کا مرحلہ درپیش ہو تو مردوں کو اس عقد کے توڑنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے' بلکہ دونوں جانب کے بڑے بوڑھوں اور جانبین کے اکابر و بزرگوں کو بیچ میں ڈال کر اصلاح کی فکر کرنی چاہئے'

چنانچہ فرمایا گیا:

”والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاً ان اللہ کان علیاً کبیراً و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ و حکما من اھلھا ان یریدا اصلاحاً یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیماً خبیرا ۔ النساء:۳۵“ ترجمہ:.....”اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی‘ بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا‘ اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں‘ تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے‘ اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ موافقت کر دے گا ان دونوں میں‘ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور خبردار ہے۔“

ہاں! اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ عورت کا اس مرد کے ساتھ گزارا نہ ہو سکے یا شوہر ظلم و تشدد پر اتر آئے تو ایسی صورت میں عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اسلامی عدالت یا اپنے خاندان کے بزرگوں کے ذریعہ اس ظالم سے گلو خلاصی کرا سکتی ہے۔

اس ساری صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو اندازا ہو گا کہ اس میں عورت کی عزت‘ عصمت اور عظمت کے تحفظ کو یقینی بنانا مقصود ہے‘ کیونکہ نکاح کے بعد مرد کا تو کچھ نہیں جاتا‘ البتہ عورت کے لئے کئی قسم کی مشکلات کھڑی ہو سکتی ہیں‘ مثلاً: خود اس کا اپنا بے سہارا ہو جانا‘ اس کے بچوں کی پرورش‘ تعلیم‘ تربیت‘ ان کے مستقبل اور اس کے خاندان کی عزت و ناموس کا معاملہ وغیرہ‘ ایسے بے شمار مسائل‘ اس بندھن کے ٹوٹنے سے کھڑے ہو سکتے ہیں‘ اور ان تمام مسائل سے براہ راست عورت ہی دوچار ہوتی ہے‘ اس لئے فرمایا گیا کہ عورت کو اس بندھن کے توڑنے کا اختیار نہ دیا جائے‘ تاکہ وہ ان مشکلات سے بچ جائے۔ بتلایا جائے کہ یہ عورت کی خیر خواہی ہے یا بدخواہی؟۔

مگر ناس ہو یورپ اور مستشرقین کی اندھی تقلید کا! کہ اس نے اپنے ذہنی غلاموں کو ایسا متاثر کیا کہ وہ ہر چیز کو ان کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اسی زاویہ نگاہ سے اسلامی احکام پر نقد و تنقید کے نشتر چلاتے ہیں۔

بلاشبہ مرزائیوں کا یہ اعتراض بھی میرے خیال میں اپنے آقاؤں کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہے‘ ورنہ شاید وہ بھی اپنی خواتین کو حق طلاق دینے کے روادار نہیں ہوں گے‘ اگر ایسا ہوتا تو ان کی عورتیں کب کی ان پر دو حرف بھیج کر جا چکی ہوتیں۔

آخر میں ہم خواتین کے حق طلاق کا مطالبہ کرنے والوں سے یہ بھی پوچھنا چاہیں گے کہ اگر آپ ہی کی طرح کا کوئی عقل مند کل کلاں یہ اعتراض کر بیٹھے کہ:

۱.......اللہ میاں نے مردوں کی داڑھی بنائی ہے تو عورتوں کو اس سے کیوں محروم رکھا؟۔

۲.......عورت اور مرد کے جنسی اعضا مختلف کیوں ہیں؟۔

۳.......ہر دفعہ خواتین ہی بچے کیوں جنتی ہیں؟ مردوں کو اس سے مستثنیٰ کیوں رکھا گیا؟۔

۴...... بچوں کو دودھ پلانے کی ذمہ داری عورت پر کیوں رکھی گئی؟۔

۵...... عورت ہی کو حیض و نفاس کیوں آتا ہے؟۔

۶...... حمل اور وضع حمل کی تکالیف مردوں کو کیوں نہیں دی گئی؟۔

تو بتلایا جائے کہ آپ ان سوالوں کا کیا جواب دیں گے؟۔ یہی ناں کہ یہ مردوں اور خواتین کی جسمانی ساخت اور فطری استعداد کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کو جیسی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرمایا ہے۔

بالکل اسی طرح خواتین کے حق طلاق کے مطالبہ کا بھی یہی جواب ہے کہ جس ذات نے عورت اور مرد کو پیدا فرمایا ہے' اس نے ان کی صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کے پیش نظر ہر ایک کے فرائض بھی تقسیم فرمائے ہیں' اس لئے اگر مردوں کے بچے نہ جننے' حمل' وضع حمل' رضاعت اور ان کو حیض و نفاس نہ آنے پر قادیانیوں اور ان کے روحانی آباؤ اجداد یورپی مستشرقین کو کوئی اعتراض نہیں' تو مردوں کے حقِ طلاق پر انہیں کیونکر اعتراض ہے؟۔

۱۱...... ''حضرت محمد نے حلالہ کے قانون میں عورت کو کسی بے جان چیز یا بھیڑ بکری کی طرح استعمال کئے جانے کا طریقہ کار کیوں وضع کیا ہے؟ طلاق مرد دے اور دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو عورت پہلے کسی دوسرے آدمی کے نکاح میں دی جائے' وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ جنسی عمل سے گزرے' پھر اس دوسرے شخص کی مرضی ہو' وہ طلاق دے تو عورت دوبارہ پہلے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے؟ یعنی اس پورے معاملے میں استعمال عورت کا ہی ہوا' مرد کا کچھ بھی نہیں بگڑا' اس میں کیا رمز پوشیدہ ہے؟۔''

جواب...... اگر دیکھا جائے تو قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی سراسر بدنیتی اور جہالت پر مبنی ہے' اس لئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مروجہ حلالہ کے لئے عارضی نکاح کی آنحضرت ﷺ نے تعلیم و تلقین نہیں فرمائی' بلکہ اس کی قباحت و شناعت بیان فرمائی ہے' چنانچہ محض پہلے شوہر کے لئے عورت کو حلال کر کے طلاق دینے والے حلالہ کنندہ اور ایسا حلالہ کرانے والے دونوں کو ملعون قرار دیا ہے' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل لہ۰ مسند احمد ص:۴۰۵' ج:۱'' ترجمہ:...... ''اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر۔''

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تین طلاق دینے کے بعد خاتون اپنے شوہر کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور بلا تحلیل شرعی ان دونوں کا آپس میں دوبارہ نکاح اور ملاپ نہیں ہو سکتا' تو یہ قرآن کریم کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرمایا ہے' چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

الف...... ''الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان۰ البقرۃ:۲۲۹''

ترجمہ:...... ’’طلاق رجعی ہے دو بار تک‘ اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے۔‘‘

ب...... ’’فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجاً غیره ۰ البقره:۲۳۰‘‘

ترجمہ:.... ’’پھر اگر اس عورت کو طلاق یعنی تیسری بار‘ تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔‘‘

دراصل اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے نکاح کے اس بندھن کے توڑنے کے حق میں نہیں ہیں‘ وہ نہیں چاہتے کہ ایک ہنستا بستا گھرانا طلاق کی وجہ سے اجڑ جائے۔ اس لئے طلاق اگرچہ مباح ہے‘ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں مباح و جائز چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اس بندھن کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین طلاق کو آخری حد قرار دیا ہے‘ جبکہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد نکاح ثانی کے بغیر مرد کے دوبارہ رجوع کرنے کے حق کو برقرار رکھا گیا‘ لیکن اگر کوئی انتہاپسند اپنی عجلت پسندی اور حماقت سے اس حد کو بھی پار کر جائے تو اس پر کوئی تعزیر اور تازیانہ ضرور ہونا چاہئے اور وہ تعزیر و تازیانہ یہ مقرر فرمایا کہ تم نے چونکہ اپنی بیوی کو بے قدر چیز اور نکاح کو کھیل بنا رکھا تھا‘ اس لئے تیسری طلاق کے بعد اب تمہارا اس عورت پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تیسری طلاق کی حد پار کرنے والے پر جب تعزیر و تازیانہ کے طور پر اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دے دیا گیا‘ تو دوسرے نکاح کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال کیوں قرار دے دی گئی؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیمؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ’’اعلام الموقعین‘‘ میں اس کی نہایت خوبصورت حکمت و علت بیان فرمائی ہے‘ چنانچہ حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

’’تین طلاق کے بعد مرد پر عورت کے حرام ہونے اور دوسرے نکاح کے بعد پھر پہلے مرد پر جائز ہونے کی حکمت کو وہی جانتا ہے جس کو اسرار شریعت اور مصالح کلیہ الٰہیہ سے واقفیت ہو‘ پس واضح ہو کہ اس امر میں شریعتیں بحسب مصالح ہر زمانہ اور ہر امت کے لئے مختلف رہی ہیں۔ شریعت تورات نے طلاق کے بعد جب تک عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے‘ پہلے مرد کا رجوع اس کے ساتھ جائز رکھا تھا اور جب وہ دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی‘ تو پہلے شخص کو اس عورت سے کسی صورت میں رجوع جائز نہ تھا۔ اس امر میں جو حکمت و مصلحت الٰہی ہے‘ ظاہر ہے‘ کیونکہ جب مرد جانے گا کہ اگر میں نے عورت کو طلاق دیدی تو اس کو پھر اپنا اختیار ہو جائے گا‘ اور اس کے لئے دوسرا نکاح کرنا بھی جائز ہو جائے گا اور پھر جب اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو مجھ پر ہمیشہ کے لئے یہ عورت حرام ہو جائے گی۔ تو ان امور خاصہ کے تصور سے مرد کا عورت سے تعلق و تمسک پختہ ہوتا تھا‘ اور عورت کی جدائی کو ناگوار جانتا تھا۔ شریعت تورات بحسب حال مزاج امت موسوی نازل ہوئی تھی‘ کیونکہ تشدد اور غصہ اور اس پر اصرار کرنا ان میں بہت تھا۔ پھر شریعت انجیلی آئی تو اس نے نکاح کے بعد طلاق کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔ جب مرد کسی عورت سے نکاح کر لیتا تو اس کے لئے عورت کو طلاق دینا ہرگز جائز نہ تھا۔

خوشخبری......احتساب قادیانیت کی ۱۷ویں جلد کی اشاعت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ امابعد!

قارئین لولاک یہ سن کر خوشی محسوس کریں گے کہ احتساب قادیانیت کی ۱۷ویں جلد میں حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ اور حضرت مولانا نور محمد خان سہارنپوریؒ کی چھ کتب ورسائل شامل ہیں۔ کتاب کو اشاعت کیلئے پریس بھجوا دیا گیا ہے۔

۱...... مدرسہ عین العلم شاہجہان پور، یو۔پی کے صدر مدرس حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ نے ۱۹۲۷ء میں ھدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری کے نام سے یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں اسلام اور قادیانیت کا تقابل کر کے قادیانی کفر کو واشگاف الفاظ میں مدلل ومبرہن طور پر ثابت کیا ہے۔ دسمبر ۱۹۷۸ء اور جنوری ۱۹۸۸ء میں اس کے دو ایڈیشن اشاعت اوّل کا عکس لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے ’’اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ‘‘ کے نام پر شائع کئے گئے۔ ۱۹۸۶ء میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی انڈیا سے اس کو شائع کیا۔ مصنف مرحوم بہت بڑے عالم دین اور بزرگ رہنما تھے۔ مدرسہ عین العلم شاہجہان پور کے صدر مدرس اور مدرسہ امینیہ دہلی میں مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے تبحر علمی پر یہ کتاب ’’شاہد عدل‘‘ ہے۔ آج تک اس کتاب کے تمام ایڈیشن اس طرح شائع ہوتے رہے کہ ایک صفحہ کے دو کالم بنا کر پہلا دایاں کالم اسلامی عقیدہ اور دوسرا بایاں کالم قادیانی عقیدہ کے لئے مختص کر کے تقابل پر شائع کیا گیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اس کتاب کے نہ صرف معترف ومداح بلکہ قدردان تھے۔ ہر وہ شخص جس نے اس کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کا شرف حاصل کیا وہ اس کتاب کا گرویدہ ہوگیا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس کی ہر بحث فیصلہ کن اور لاجواب وبے مثال ہے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ کا عرصہ سے اصرار تھا کہ اسے کمپیوٹر پر شائع کیا جائے اور بجائے دو کالموں کے عام مروجہ کتابوں کی طرح پہلے ایک بحث (عقیدہ اسلامی نمبر۱) مکمل ہوجائے اور پھر قادیانی عقیدہ نمبر۱ کو درج کیا جائے۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بھی اس تجویز کی تائید وتصویب فرمائی۔ ہرچند کہ یہ کام خاصہ مشکل اور عرق ریزی کا طالب تھا۔ اشاعت اوّل جولائی ۱۹۲۷ء سے آج ۲۰۰۶ء تک مکمل اسی (۸۰) سال بعد کے حوالجات کو جدید قادیانی کتب ورسائل سے تخریج کر کے کمپوز کرانے کا مرحلہ، کے ٹو کی چوٹی سر کرنے کے مترادف تھا۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کی عنایت، فضل وکرم، احسان وتوفیق سے کمر باندھ لی اور آج اس عمل سے فارغ ہوئے۔ پروف پڑھنے میں یقیناً کمی کوتاہی ہوئی ہوگی۔ لیکن اپنی طرف سے تصحیح وتخریج میں امکانی حد تک جان کھپائی ہے۔ باایں ہمہ اس میں جو غلطی نظر آئے اس سے قارئین مطلع فرمائیں تو یہ کار خیر میں تعاون ہوگا۔ بالکل کتاب کی یہ نئی ترتیب انشاء اللہ مفید ہوگی اور اس سے استفادہ پہلے کی نسبت بہت

آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی فرماویں۔ وما ذالك على الله بعزيز!

۲...... اس کتاب کے علاوہ باقی پانچ رسائل حضرت مولانا نور محمد خان ٹانڈویؒ کے بھی اس ۷۱ویں جلد میں شامل ہیں۔ جن کے نام اور سن اشاعت یہ ہے۔

۱......	اختلافات مرزا	۵؍ربیع الاول ۱۳۵۲ھ	۲۹؍جون ۱۹۳۳ء
۲......	کفریات مرزا	۲۴؍ربیع الاول ۱۳۵۲ھ	۱۸؍جولائی ۱۹۳۳ء
۳......	کذبات مرزا	۵؍ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ	۲۲؍مارچ ۱۹۳۴ء
۴......	مغلظات مرزا	۲۰؍ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ	۲۵؍فروری ۱۹۳۵ء
۵......	کرشن قادیانی	۳؍صفر ۱۳۵۴ھ	۷؍مئی ۱۹۳۵ء
۶......	دفع الحادعن حکم الارتداد		

آخر الذکر رسالہ کو ہم ’’فتاویٰ ختم نبوت ج۳ ص۲۱۵ تا ص۲۴۴‘‘ میں شائع کر چکے ہیں۔ اس لئے اس جلد میں شامل اشاعت نہیں۔ باقی رسائل ۱تا۵، اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ، دار العلوم دیوبند کے نائب مہتمم واستاذ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصوری پوری دامت برکاتہم نے اختلافات مرزا (تناقضات مرزا) کی اشاعت دیوبند ۱۹۸۶ء کے مقدمہ میں مصنف مرحوم کے ساتویں رسالہ ’’امراض مرزا‘‘ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ وہ ہمیں میسر نہیں آسکا۔ تلاش بسیار کے باوجود اسے شامل نہیں کر سکے۔ مصنف رسائل ہذا! حضرت مولانا نور محمد صاحب ٹانڈویؒ بہت بڑے مناظر، مدرس اور مبلغ تھے۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے ۱۳۴۳ھ میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔ برکۃ الہند حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف سہارنپوریؒ کے فاضل اجل شاگرد تھے۔ سیاسیات میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے پیرو تھے۔ جمعیت علماء ہند کے ممتاز رہنما تھے۔ ۱۹۳۰ء میں حضرت مدنیؒ کے ہاتھ پر جان کی بیعت کی۔ متعدد بارقید و بند کے مراحل سے گذرے۔ فتنہ قادیانیت کا تحریر و تقریر کے ذریعہ مقابلہ کیا۔ کراچی سے خیبر، دہلی سے بمبئی تک قادیانی فتنہ کے خلاف آپ نے جدوجہد کی۔ ملایا، سنگاپور، فرانس، کینیا، افریقہ تک قادیانیت کا تعاقب کیا اور خوب کیا۔ اپنے دور میں ردقادیانیت کا آپ عنوان تھے۔ یگانہ روزگار، فاضل اجل، مناظر اسلام کے رشحات قلم کو شائع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کا لاتعد ولاتحصیٰ شکر بجالاتے ہیں۔ فلحمدللہ اولاً وآخراً! اللہ رب العزت حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ، حضرت مولانا نور محمد خان ٹانڈویؒ ہر دو حضرات کی قبور پر اپنی رحمتوں کی موسلادھار بارش نازل فرمائیں اور کل روز جزاء ان کی رفاقت کا ہم مسکینوں کو شرف نصیب فرمائیں۔

احتساب قادیانیت مکمل سترہ جلدوں پر مشتمل سیٹ مبلغ سترہ صد روپیہ بھیج کر فقط لولاک کے قارئین مکمل سیٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ خریداری نمبر کے اندراج کے ساتھ مکمل سیٹ احتساب کی خریداری کے لئے سترہ صد روپیہ کا منی آرڈر پیشگی آنا ضروری ہے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس سکھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی نے کی۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی، پیر طریقت حضرت سائیں عبدالصمد ہالیجوی، جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر خالد محمود سنیٹر، جامعہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم حضرت مولانا محمد اسعد تھانوی، ناظم اعلیٰ مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، صوبہ سندھ کے نامور خطیب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی اور مجلس سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے خطاب کیا۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا عبداللطیف اشرفی اور حضرت مولانا بشیر احمد فاضل پوری نے سرانجام دیئے۔

علمائے کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صدیق اکبرؓ نے بارہ سو صحابہ کرام کی عظیم الشان قربانی پیش کی۔ جن میں آٹھ سو حفاظ قرآن تھے۔ قیام پاکستان کے بعد 1953ء میں صرف لاہور شہر میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کیا۔ اب بھی مسلمان اپنے آقا کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی عائد کر کے قادیانیت اور امریکہ نوازی کی ہے۔ ہم نے پہلے بھی کبھی پابندیوں کی پرواہ نہیں کی اور نہ آئندہ کریں گے۔ کاروان ختم نبوت چلتا رہے گا۔ حضرت بخاریؒ، حضرت لاہوریؒ، حضرت ہالیجویؒ، حضرت امروٹیؒ، حضرت پیر شریف والوں کے رضا کار کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مقررین نے کہا کہ حکومت قادیانیت نوازی ترک کر کے مجلس کے لٹریچر اور اسٹیکر پر پابندی کا آرڈر واپس لے۔ پی آئی اے میں باریش افراد کی جبری ریٹائرمنٹ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت رکھنے والے قادیانی افسروں کو پی آئی اے سے نکالا جائے۔ علمائے کرام نے حدود قوانین میں ترمیم کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ حدود اللہ میں کی گئی ترامیم واپس لی جائیں۔ بصورت دیگر دینی جماعتوں اور مدارس عربیہ کے پانچوں وفاقوں کے ساتھ مل کر حکومت کے خلاف بھرپور تحریک چلائی جائے گی۔

قائدین مجلس کے اعزاز میں ظہرانہ وعشائیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور حضرت مولانا اللہ وسایا

کے اعزاز میں مرکزی جامع مسجد سکھر کے خطیب حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی نے ظہرانہ اور مجلس کے سابق امیر جناب حاجی فرزند علی مرحوم کے صاحبزادگان محمد بلال، محمد شکیل اور محمد زبیر نے پرتکلف عشائیہ کا انتظام کیا جس میں مرکزی قائدین کے علاوہ مقامی زعماء حضرت مولانا عبداللطیف اشرفی، حضرت مولانا ابواحمد، حضرت مولانا محمد حسین ناصر سمیت کئی ایک احباب نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام 27 نومبر 2006ء کو جامع مسجد مجیدیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب ایم این اے لکی مروت نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی امیر ختم نبوت پشاور، حضرت مولانا اکبر رحمانی، حضرت مولانا محمد طیب فاروقی مبلغ مجلس اسلام آباد، حضرت مولانا عبدالستار حیدری، جناب حاجی محمد ابراہیم ادہمی نے خطاب کیا۔ تلاوت جناب قاری محمد عمران جبکہ ہدیہ نعت حضرت مولانا حمید اللہ جان شیر عمل صاحب اور جناب محمد نذیر صاحب نے پیش کی۔ کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی امیر ختم نبوت جناب حاجی امیر محمد صالح اور جناب صاحبزادہ امین اللہ جان نے کی۔ الحمدللہ! کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔

ضلع لیہ کے 9 قادیانی مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے

چوک اعظم ضلع لیہ میں 9 قادیانی مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے۔ چک نمبر 172-TDA میں ایک مختصر تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لیہ کے امیر حضرت مولانا محمد حسین، مقامی ایم پی اے جناب چوہدری اصغر علی گجر، سجادہ نشین جناب پیر جگی شریف صاحبزادہ ثقلین شاہ بخاری، امیر جماعت اسلامی جناب چوہدری مبشر احمد، نامور صحافی جناب ملک مقبول الٰہی اور مسجد گلزار مدینہ کے امام شامل ہوئے جس میں محمد ابراہیم کی اہلیہ، پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام میں داخل ہوئے۔

تفصیل کے مطابق ضلع لیہ کے چک نمبر 172-TDA میں گزشتہ روز نو قادیانی مسلمان ہوئے۔ اس موقع پر ایک مختصر مگر پررونق تقریب ہوئی جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلعی امیر حضرت مولانا محمد حسین، ایم ایم اے کے پارلیمانی لیڈر مقامی ایم پی اے جناب چوہدری اصغر علی گجر، پیر جگی کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ ثقلین شاہ بخاری، جماعت اسلامی لیہ کے امیر جناب چوہدری منیر احمد اور ضلع لیہ کے نامور صحافی جناب ملک مقبول الٰہی، مقامی مسجد گلزار مدینہ کے امام اور مقامی لوگ شامل ہوئے۔ تقریب میں محمد ابراہیم، اس کی اہلیہ اور اس کے پانچ بیٹے محمد رفیق، محمد اکرام، محمد اسلم، محمد اشرف، اللہ بخش اور دو بیٹیاں مرزائیت اور قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمان ہوئے اور انہوں نے حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل یقین اور پختگی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ مرزائیت اسلام کے لئے زہر قاتل اور جاہل عوام کو دھوکہ دے کر جہنم پہنچانے کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے ہمارا تمام تر مرزائیوں کے لئے پیغام

ہے کہ وہ اس فریب سے نکل آئیں۔ مرزا قادیانی پر اس کی جعلی نبوت پر اور اس کی جماعت پر لعنت بھیج کر اسلام میں داخل ہوجائیں۔ ورنہ روز قیامت سچے اور آخری نبی کو کیا منہ دکھائیں گے۔ آخر میں ان حضرات کی استقامت اور دیگر قادیانیوں کے قبول اسلام کے لئے دعا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا عبدالستار حیدری نے نومسلم قادیانیوں اور مقامی رفقاء کو مبارکباد دی جنہوں نے دن رات محنت کر کے نو لوگوں کو جہنم سے بچالیا۔

مرزائیت سے توبہ اور اسلام میں شمولیت

کوٹ ادو وارڈ نمبر ایک تھہ سلطان پور کے شکیل ناصر نے مرزائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا ہے جس کا اسلامی نام محمد شکیل ناصر رکھا گیا ہے۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر مذہبی طبقوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے اور کونسلر یونین کونسل نمبر ایک غلام شبیر عرف گوگا کی کاوشوں کو سراہا ہے۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر حضرت مولانا عبدالواحد، حضرت مولانا نورالحق نور، حضرت مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، حضرت مولانا عبداللہ منیر، جناب قاری محمد حنیف، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نیاز، حضرت مولانا یاسین عباسی، جناب حاجی شاہ محمد آغا، جناب حاجی تاج محمد فیروز، جناب حاجی خلیل الرحمٰن، جناب حاجی نعمت اللہ خان، جناب حاجی فیاض حسن سجاد، جناب حاجی محمد اشرف، جناب چوہدری محمد طفیل، جناب حاجی عارف محمود، جناب حاجی زاہد رفیق، جناب حاجی محمد نواز، جناب حاجی افتخار بابر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر اور دفتر ختم نبوت کوئٹہ کے ناظم جناب حافظ خادم حسین گجر کے چچا کی وفات اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے امیر جناب حاجی محمد اکبر کی والدہ محترمہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے جنرل سیکرٹری جناب حاجی محمد اشرف کے جواں سال بیٹے جناب قاری محمد امتیاز کی وفیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

شبان ختم نبوت پنوعاقل کا انتخاب

شبان ختم نبوت پنوعاقل کا انتخابی اجلاس جامع مسجد عیدگاہ میں جناب عبدالصمد چاچڑ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مجلس سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے اس اجلاس میں خصوصی طور پر شرکت کی۔ اس موقعہ پر شرکائے اجلاس نے اتفاق رائے سے جناب مشتاق علی منگسی کو صدر اور جناب حافظ جاوید احمد کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ باقی عہدیداروں کا انتخاب نومنتخب صدر اور ناظم تمام ساتھیوں کی مشاورت سے عمل میں لائیں گے۔ شرکائے اجلاس سے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے نوجوانوں نے ہمیشہ ہراول دستہ کا کردار ادا کیا ہے۔ تاہم اب بھی وقت کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان نوجوان اپنے اختلافات کو بھلا کر ایک قوت بن کر محاذ ختم نبوت کو مضبوط کریں۔

احمد نگر میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیاں روکی جائیں

احمد نگر میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کو روکنے کے سلسلے میں جامع مسجد بلال احمد نگر میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں علاقہ کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ چناب نگر کے نواح موضع ٹھٹھ چندو کلاں میں قادیانی مردہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں اگر قادیانیوں نے دفن کیا تو احتجاجی تحریک چلائی جائے گی۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفی صاحب ڈی ایس پی چناب نگر، ایس۔ ایچ۔ او۔ لالیاں اور سپیشل برانچ کے اہلکاروں کو مطلع کیا۔ اہلکار وہاں پہنچے جبکہ مولانا غلام مصطفی بھی وہاں پہنچ گئے۔ آخر کار دو دن کی جدوجہد کے بعد قادیانیوں نے قادیانی مردہ اپنی ملکیتی زمین میں دفن کیا۔ یوں اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ قادیانی ذلیل وخوار ہوئے۔

قائد آباد میں ختم نبوت سیمینار

جامع مسجد مکی دارالحبیب میں ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماء حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا قاری سعید احمد، ضلع خوشاب کے مبلغ مولانا عبدالستار تونسوی نے خطاب کیا۔ سیمینار بہت ہی کامیاب رہا۔

ختم نبوت تربیتی کنونشن خوشاب

جامع مسجد ابوبکر صدیق بگڑ والی میں ختم نبوت تربیتی کنونشن منعقد کیا گیا۔ جس میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے شرکت فرمائی۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اس پر کی جانے والی محنتوں اور عقیدہ ختم نبوت پر دی جانے والی قربانی کا تذکرہ کیا۔

ختم نبوت اسٹیکروں پر پابندی، سندھ بھر میں احتجاج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے مجلس کی مطبوعات پر پابندی کے خلاف مجلس کی جانب سے سندھ بھر میں احتجاج کی کال دی جو کہ نہایت کامیاب رہی۔ کراچی میں مظاہرین سے علامہ ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا قاضی احسان احمد، حیدرآباد...... مولانا محمد نذر عثمانی، میرپور خاص مولانا محمد علی صدیقی، مولانا خان محمد جمالی، گمبٹ...... مولانا محمد فیاض مدنی، سکھر...... مولانا بشیر احمد مولانا قاری خلیل احمد، ٹنڈو آدم...... مفتی محمد طاہر مکی، علامہ محمد راشد مدنی، علامہ احمد میاں حمادی، مفتی حفیظ الرحمن، حافظ محمد فرقان انصاری، مولانا محمد ادریس، مولانا محمد مراد ہالیجوی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو سمیت سندھ بھر کے جید علماء کرام نے حکومت سندھ کی جانب سے مجلس کی مطبوعات پر پابندی کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے حکومت سندھ سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر حکومت کے اس قسم کے اقدام واپس لے اور قادیانیوں کی دل آزار کتب اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔

قنوت نازلہ کا تمام مساجد میں اہتمام ضروری ہے

آنحضرت ﷺ نے اہل اسلام پر مخالفین و معاندین اسلام کے شدید پریشان کن حالات میں فجر کی نماز میں دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قومہ میں قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ افغان مسلمانوں پر پورے کفر کی یلغار نے ایسی صورت حال پیدا کردی ہے جس سے دنیا بھر کے اہل دل مسلمانوں کو شدید اذیت کا سامنا ہے۔ ان حالات میں تمام آئمہ مساجد سے استدعا ہے کہ وہ اس سنت نبوی ﷺ پر عمل کر کے اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کے لئے اللہ رب العزت کی ذات اقدس سے رحمت کی بھیک مانگیں۔ امام مسجد بلند آواز سے ان کلمات کو پڑھے۔ سامعین اس پر آمین کہتے رہیں۔ ختم ہونے پر سجدہ میں چلے جائیں۔ قنوت نازلہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ ○ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ ○ وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ○ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ ○ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ ○ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ ○ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ ○ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ ○ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ ○ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ ○ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ ○ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ ○ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ○ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ○ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ○ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ ○ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ ○ اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ ○ یُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَائَکَ ○ وَیَجْحَدُوْنَ آیَاتِکَ ○ وَیَتَعَدُّوْنَ حُدُوْدَکَ ○ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیَدْعُوْنَ مَعَکَ اِلٰھًا آخَرَ ○ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ ○ اَللّٰھُمَّ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْ جَمْعَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ فَرِّقْ بَیْنَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ اَھْلِکْ اَمْوَالَھُمْ وَاَوْلَادَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ حَرِّقْ بُیُوْتَھُمْ ○ اَللّٰھُمَّ خُذْھُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○ وَاَلْقِ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ ○ وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ○ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ○ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

بحضورِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مَیں ہر آستاں چھوڑ کر آ گیا ہُوں
مُواجَہ پہ باچشمِ تر آ گیا ہُوں

رسالت پناہا! نُبوّت کُلاہا!
اِک اُمّیدوارِ نظر آ گیا ہُوں

زمانے نے روکا، مصائب نے ٹوکا
زیارت کی خاطر مگر آ گیا ہُوں

مَحبّت کی شِدّت مجھے کھینچ لائی
عقیدت کے پیشِ نظر آ گیا ہُوں

اِلیٰ اَصْلِہٖ یَرْجِعُ کُلُّ شَیْءٍ
مَیں بھُولا ہُوا اپنے گھر آ گیا ہُوں

مِری راہ میں گرچہ حائل تھے دریا
خُدا کی قسم بے خطر آ گیا ہُوں

مَحبّت کے سِکّے، عقیدت کی نقدی
یہی لے کے زادِ سفر آ گیا ہُوں

مِرے پاس تک آ سکے گی نہ دُنیا
قریب آپؐ کے اِس قدر آ گیا ہُوں

مِری زِندگی ہو رہی ہے نچھاور
جو روضے پہ میں لمحہ بھر آ گیا ہُوں

مجھے لوگ کہتے ہیں مقبولِ احمد
اِس ارماں اِس اُمّید پر آ گیا ہُوں

سید مقبول احمد شاہؒ

معارفِ بہلوی

تالیف: قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی رح ثم شجاع آبادی

علماء ارباب تحقیق اور سالکین طریقت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ

مکمل چار جلدیں

محدود اسٹاک پہلے آیئے پہلے پایئے کے اصول کے تحت صرف لاگت پر دستیاب ہے

بحث وتحقیق، سیرت وتفسیر، سلوک واحسان اور تصوف وتکشف کے حقائق ومعارف پر مشتمل نادر ونایاب رسائل کا یہ حسین گلدستہ مدیر بینات حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ کی نئی ترتیب وتسہیل کے بعد نہایت خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ اور چار رنگا حسین ٹائٹل کے ساتھ چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔ جس کا ایک ایک حرف عطر، تصوف اور مولف موصوف کی تحقیقی زندگی کا نچوڑ، ہر رسالہ الگ ٹائٹل اور تخریج وتسہیل سے آراستہ ہے۔

ملنے کا پتہ: **مکتبہ لدھیانوی** 8- اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی

بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات صرف -/600 روپے پیشگی منی آرڈر روانہ فرمائیں

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم، احسان وتوفیق، عنایت ورحمت سے فتاویٰ ختم نبوت کی جلد اول، اور جلد دوم کے بعد اب جلد سوم (آخری) جلد پیش خدمت ہے، جلد اول میں ۲۹ کتب فتاویٰ جات سے ردقادیانیت کے فتویٰ جات کو یکجا تبویب کر کے شائع کیا تھا، دوسری جلد میں ان ۲۱ رسائل وکتب فتاویٰ جات کو یکجا کیا گیا جو فتوے علیحدہ علیحدہ کتابی شکل میں شائع ہوئے تھے، پہلی جلد جون ۲۰۰۵ء، دوسری جلد ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اور تیسری جلد فروری ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

☆ فتاویٰ ختم نبوت جلد اول کے صفحات ۵۴۴ ☆ فتاویٰ ختم نبوت جلد دوم کے صفحات ۵۲۱

☆ فتاویٰ ختم نبوت جلد سوم کے صفحات ۲۷۲ ☆ میزان ۱۳۳۷

رب کریم کے کرم کو دیکھیں کہ قادیانی فتنہ کے خلاف پہلا فتویٰ سن ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوا، سوا سو سال بعد ان تمام فتویٰ جات کو جمع کیا گیا تو اس کے صفحات کی تعداد بھی حذف کسر کے بعد ۱۳۰۰ قرار پائی۔

اس تیسری جلد میں ۱۴ رسائل شامل ہیں، ان رسائل میں ''قادیانی ارتداد'' کی شرعی وقانونی حیثیت پر بحث کی گئی ہے۔

قیمت جلد اول -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

قیمت جلد دوم -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

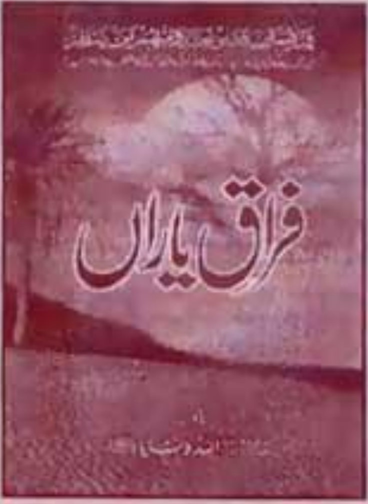

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی نئی تصنیف

فراق یاراں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے ایک سو منتخب مضامین کا مجموعہ جو آپ نے وقتاً فوقتاً پاک وہند کے علماء، مشائخ، اکابر ومعاصر حضرات کی وفیات پر قلم بند کئے، کتاب تین صد صفحات پر مشتمل ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسے دیکھتے ہی پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے چشم پرنم سے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے انتساب کی مکمل عبارت سماعت فرمائی۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے مل سکتی ہے، براہ راست دفتر مرکزیہ ملتان سے بھی منگوائی جاسکتی ہے۔

قیمت -/60 روپے ڈاک خرچ -/40 روپے

ملنے کا پتہ: **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت** حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۵۱۴۱۲۲

عقیدہ ختم نبوت کی سر بلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیجیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

۱...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔

۲...... اشاعت اسلام خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے

۳...... مجلس کے پاکستان اور بیرون پاکستان ۲۷ دفاتر ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت تعلیمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۴...... مجلس کے تیس مبلغین ضلع کی سطح پر تعینات ہر وقت تبلیغ دین اور تردید قادیانیت کے سلسلہ میں دورے پر رہتے ہیں۔

۵...... رد قادیانیت پر اردو، عربی، انگریزی کتب رسائل اور لٹریچر چھاپ کر پوری دنیا میں فری تقسیم کیا جاتا ہے۔

۶...... مجلس کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی سے اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

۷...... ختم نبوت خط و کتابت کورس کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

۸...... مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت کر دیں تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جا سکے۔

تمام پروگرام حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں ترتیب دیے جاتے ہیں۔

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجیے

اسلام آباد	گوجرانوالہ	لاہور	ملتان	سرگودھا	چناب نگر	جھنگ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	چیچہ وطنی	ساہیوال
G-6-1-3 2829186	4215663	عائشہ مسجد 5862404	حضوری باغ روڈ 4514122	لکڑ منڈی 3710474	مسلم کالونی 6212611	7620730	اقبال نگر 2510711	Mob: 0300 7832358	Mob: 0301 7819466
سیالکوٹ	بہاولپور	بہاولنگر	رحیم یار خان	کراچی	حیدر آباد	سکھر	ٹنڈو آدم	کوئٹہ	فیصل آباد
0300-7442857	2876105 0300-6851586	74682 0333-6309355	5870418 0301-7659790	2780337	3869948	5625463	571613	آرٹ سکول روڈ 2841995	Mob: 0334 6035517

شعبہ نشر و اشاعت — عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان